اصحاب حسین
مؤلفہ
سید خضر عباس
ایم۔اے

اصحابِ حسین
مؤلفہ
سید خضر عباس
ایم۔ اے

وَاللہِ مَا رَأیتُ وَاصحَابًا اَوفٰی مِن اَصحَابِی

خدا کی قسم میں نے اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار دنیا میں کسی کے اصحاب نہیں دیکھے

(سید الشہداؑ ع)

ضروری نوٹ

زیرِ نظر کتاب "اصحابِ حسینؑ" میں ان اصحابؓ کا ذکر ہے جو بنی ہاشمؑ سے نہ تھے اور میدانِ کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

★

مؤلف و طابع ـــــــ خضر عباس سیّد ایم اے

مطبع ـــــــ القائم پرنٹنگ پریس لاہور

کتابت ـــــــ کتبۂ صابر لائلپور

اشاعت اوّل ـــــــ یک ہزار ـــــــ جنوری ۱۹۷۶ء

ہدیہ :- چار روپے صرف

انتساب

کربلا

کے لق و دق صحرا میں بیٹھے ہوئے

اُن بڈھوں کی نذر کرتا ہوں جنہوں نے موت کا خضاب بنا لیا۔

اُن جوانوں کی نذر کرتا ہوں جنہوں نے موت کے گلے میں پیار بھری باہیں ڈال دیں۔

اُن بچوں کی نذر کرتا ہوں جنہوں نے موت کو کھیل سمجھ کر اس سے کھیلنا شروع کر دیا۔

یا پھر ——

اُن بیبیوں کی نذر کرتا ہوں جو شبِ عاشور مصلّیٰ بچھائے یہ دُعا مانگ رہی ہیں

"خداوندا! کل سب سے پہلے میرے بیٹے کی لاش آئے"۔

پیش لفظ

ایک آمر DECTATOR اپنی آمریت مسلّط کرنے کیلئے سب سے پہلے پبلک کی قوّتِ احساس سلب کرتا ہے۔ جب قوتِ احساس سلب نہیں ہونے پاتی تو پھر قوّتِ اظہار ختم کرنا چاہتا ہے تاکہ عوام کے گنگ جذبات فضا میں اُبھرنے نہ پائیں۔ لہٰذا جب احساس و اظہار کا فقدان ہو جاتا ہے تو وہ آمر ملوکیت کا جہاں پناہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ اسلام میں بھی ایسا ہی ہوا۔ خلفائے راشدین نے بعد کے دور میں سب سے پہلے عوام کی قوّتِ احساس کو بے پناہ دولت وثروت سے مرعوب اور مسلوب کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ لوگ شرعی وغیر شرعی اعمال کے بین تفاوت کو اجاگر نہ کر سکیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقتوں پر مصلحتوں کے دبیز پردے پڑنے لگے مگر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس صورتِ حال کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مستقل و مستحکم رہے۔ ایسے لوگوں کو مغلوب کرنے کے لئے جنگ تک نوبت پہنچی۔ سب سے پہلے میدانِ صفین میں علیؑ کے ساتھ نبرد آزمائی ہوئی۔

کائنات نے یہ منظر دیکھا کہ کوئی طاقت اپنی ظاہری دولت و ثروت کے

بل بوتے پر اللہ کے ان چنے ہوئے بندوں کی قوتِ احساس و قوتِ اظہار کو ختم نہ کر سکی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ معاویہ جیسا سرکش آمر حضور امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بجائے بیعت لینے کے صلح کی درخواست کرنے لگا۔ صلح امام حسنؑ کے وقت جن شرائط کو صفحۂ قرطاس پر لایا گیا تھا۔

ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ اپنی زندگی میں اپنا جانشین نامزد نہیں کر سکتا مگر امیرِ شام نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح کئے ہوئے اس عہد کو جلد توڑ دیا اور اپنی ہی زندگی میں یزید لعین کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ شعر و شراب میں پلے ہوئے اس شہزادے نے مسندِ حکومت پر بیٹھتے ہی خاندان رسالتؐ سے بیعت کا مطالبہ کر دیا اور جب اہلبیتؑ رسولؐ نے اس کا جواب نفی میں دیا تو یزید لعین بھی اپنے باپ کی طرح طاقت کا استعمال کرنے لگا۔ جس کا خاندانِ رسالتؐ نے وہ دندان شکن جواب دیا ہے کہ یزیدیت ہمیشہ کے لیے بے نقاب ہو کر رہ گئی اور آئندہ کسی یزید کو اس خاندان سے برسرِ پیکار ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ زہر سے شہادتیں ہوئیں یا خفیہ طور پر اذیتیں دی گئیں لیکن تلوار بھی سامنے نہ آئی۔ زیرِ نظر تذکرہ اللہ کے چنے ہوئے اُن بندوں کے کارناموں پر مشتمل ہے۔ جنھوں نے کربلا کے چٹیل میدان میں تین دن کی بھوک و پیاس کے

عالم میں صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جو جام شہادت پینے کے لئے بیتاب نظر آرہے ہیں۔ جن کی تمنا ہے کہ فرزندِ رسولؐ پر ہماری جانیں قربان ہوں اور جو نہایت خوف و اضطراب کے عالم میں اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر رہے ہیں۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ راہِ حق میں یکجان ہو کر جان دینے والے بہتر انسان آدمؑ سے لیکر کربلا تک اور کربلا سے لیکر قیامت تک نہ کبھی پیدا ہوئے اور نہ ہی ہوں گے۔ موسیٰؑ کو چالیس حواری ملے، سب ناکام ہو گئے۔ محمدؐ کیساتھ لاکھوں تھے مگر اُحد و بدر میں ہم نے آزما کے دیکھ لیا۔ میدان صفین میں علیؑ کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی مگر جب معاہدۂ حاکمین ہُوا تو تین چار آدمی باقی رہ گئے اور صلح حسنؑ کے وقت تیس ہزار حواری تھے جن میں سے صرف ہارونِ مکیؓ رہ گیا۔ جب آپ صلح فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ امام غائبؑ بھی اسی انتظار میں ہیں کہ چالیس حواری مل جائیں تو آجاؤں۔ گویا جانثاروں کی سب سے بڑی جماعت کربلا میں موجود ہے جن میں گورے بھی ہیں اور کالے بھی۔ عربی بھی ہیں اور عجمی بھی غلام بھی ہیں اور آزاد بھی امیر بھی ہیں اور غریب بھی عالم بھی ہیں اور

جاہل بھی پڑھے لکھے بھی ہیں اور ان پڑھ بھی بڈھے بھی ہیں اور جوان بھی بچے بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ غرض ہر انسانی طبقہ کی نمائندگی یہاں موجود ہے۔ گویا پوری عالمِ انسانیت سمٹ کر کربلا میں آچکی ہے۔ جن کا قائد حسینؑ ابن علیؑ ہیں جس طرح اگر پارس سے لوہا ٹکرا جائے تو اسے سونا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح کربلا میں جو بھی حسینؑ سے وابستہ ہوگیا وہ حسینؑ بنتا گیا۔

شب عاشور سیدالشہداؑ کو جب اپنے اصحابؓ باوفا کی وفاداری کا پورا اعتماد حاصل ہوگیا تو آپ نے اپنے جانثاروں کو سلام فرمایا جو زیارت گنج شہداؑ میں پڑھا جاتا ہے۔ " السلام علیکم یا اولیاءُ اللہ "۔ گویا حسینؑ نے کربلا میں بہتر حسین بنا کر کھڑے کر دیئے کیا مجال جوان بہتر (۷۲) میں سے کسی ایک کے صبر و استقامت کے ماتھے پر کوئی سلوٹ پڑی ہو بلکہ ہر مرنے والا کل کے مرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ جذبۂ جہاد اور اشتیاق جنت اصحابِ حسینؑ کو بے چین کر رہا ہے اور ہر ایک کوشاں ہے کہ فرزندِ رسولؐ پر جان قربان کرنے میں سبقت حاصل کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔" آہستہ آہستہ مہتاب شبِ عاشورہ مسافتِ شب طے کرتا ہوا نقطہ غروب تک پہنچا۔ آفتاب

عالمتاب کی آمد سے سپیدۂ سحری نمودار ہوا اور بلبل گلزار حسینی شہزادہ علی اکبرؑ نے آذان دی اور ساری فضائے کربلا آواز مصطفےٰ سے گونج اٹھی۔ اولادِ رسولؐ اور اصحابِ حسینؑ نے خاکِ کربلا پر تیمم کیا اور خاصانِ خدا و ناصرانِ دینِ الٰہی نے فریضہ سحری ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد میدانِ جہاد گرم ہو گیا۔

چشم فلک نے ستاروں کی عینک لگا کر دیکھا کہ کربلا والوں نے موت سے کس طرح آنکھ مچولی کھیلنا شروع کر دی۔ کربلا میں موت بھی عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔ بڈھوں کے خیموں میں پہنچی تو انہوں نے موت کا خضاب بنا لیا، جوانوں کے پاس گئی تو انہوں نے موت کے گلے میں پیار بھری باہیں ڈال دیں، بچّوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے موت کو کھیل سمجھ کر اس سے کھیلنا شروع کر دیا اور جب موت نے خواتین کے خیموں میں جھانکا تو کیا دیکھا کہ ہر بی بی مصلّےٰ بچھائے یہ دعا مانگ رہی ہے "خداوندا! سب سے پہلے میرے بیٹے کی لاش آئے" گویا کربلا میں اصحابِ حسینؑ اس شان سے موت کا استقبال کر رہے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ

بڈھا باپ جوان بیٹے کے پھٹے ہوئے کلیجے سے نیزے کا پھالا کھینچتے ہوئے مسکرا رہا ہے اور خیموں میں مائیں اپنے جوان بیٹوں کی لاشوں پہ مبارکبادی لے رہی ہیں۔ ایثار و قربانی کا یہ منظر دیکھ کر انبیاءؑ نے اپنے سروں سے تاج اتار دیئے حورانِ جنت نے جنت کے دریچے کھول دیئے۔ اور ملائکہ عالمِ سکتہ میں دم بخود کھڑے ہو گئے کہ اچانک قدرت کی طرف سے آواز آئی۔ "انی اعلم ما لا تعلمون"

"اے مخلوق ارض و سماء! ہم نہ کہتے تھے کہ انسانی جوہر ہم جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔"

یومِ عاشورہ ظہر سے پہلے تک لشکر یزیدِ لعین نے حسینؑ و اصحابِ حسینؑ پر تین حملے کئے جو مورخین نے پہلی، دوسری اور تیسری جنگِ مغلوبہ کے نام سے تعبیر کئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "اصحابِ حسینؑ میں انہی حملوں میں شہید ہونیوالے اصحابؓ باوفا کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام مجھ ناچیز کی اس حقیر سی تالیف کو شرفِ قبولیت بخشیں

گے اور فرزند رسولؑ سے مجھ روسیّہ گنہگار کیلئے انجام بخیر کی دُعا فرمائیں گے۔

"گر قبول افتد زہے عزّ و شرف"

"خاکپائے مومنین"

خضر عباس سیّد

(ستمبر ۱۹۷۵ء)

نوٹ:۔ کربلا میں اولادِ ابی طالبؑ کے کارناموں کے لئے کتاب "اٹھارہ ۱۸ آلِ ابی طالبؑ" مؤلف حقیر مطبوعہ لاہور ملاحظہ فرمائیے گا

حُرؓ ابنِ یزید الرّیاحیؒ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسمِ گرامی حُرؓ ابن یزید بن ناجیہ بن قفعت بن عتاب بن حرمی بن ریاح بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم الربوعی الریاحی تھا۔ آپ کا شمار کوفہ کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ سانحۂ کربلا سے پہلے ابن زیادؔ نے آپ کو ایک ہزار لشکر سمیت حسینؑ ابن علیؑ سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ آپ سید الشہداؑ کو کوفہ کی طرف بڑھنے سے روکیں اور اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ جہاں وہ ٹھہریں وہاں پانی اور سبزے کا نام و نشاں تک نہ ہو۔ چنانچہ حُرؓ نے قافلۂ حسینی کو بے گیاہ جنگل میں آگے بڑھنے سے روک دیا اور گھیر کر کربلا میں لے آیا۔ ساتویں محرم الحرام سنہ ۶۱ھ کو حُرؓ ہی کی ایما پر قافلۂ حسینی پر پانی بند کیا گیا۔ نویں محرم الحرام سنہ ۶۱ھ تک آپ ابن زیاد اور عمر ابن سعد کے ہر حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ شبِ عاشورہ آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنت و دوزخ کا فیصلہ کرنا ہے۔

حُرؑ کی آمد

شبِ عاشور کی بھیانک تاریکی کربلا کے لق و دق صحرا پر چھائی ہوئی تھی۔ سارا جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا لشکرِ یزیدؔ سیر و سیراب نہایت اطمینان و سکون سے زمین پر پڑا خراٹے لے رہا تھا۔ لیکن اسی فوج کا ایک مشہور و بہادر اور نبرد آزما حُر ابن یزید الریاحی اپنے خیمہ میں نہایت بے چین و مضطرب ہے۔ کبھی اُٹھتا ہے، کبھی بیٹھتا ہے اور کبھی ٹہلتا ہے کہ اچانک حُر کے کان میں ایک آواز آئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو۔ "حُر! میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے" حُر گبھرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد حر کا ضمیر تڑپ اُٹھا اور سوچنے لگا "میں سمجھ گیا میں ہی اِس سانحہ کا ذمہ دار ہوں۔ میں ہی حسینؑ ابن علیؑ کو گھیر کر کربلا میں لے آیا ہوں۔" حُر لشکرِ یزیدؔ پر نظر ڈالتا ہے تو خوفِ جہنم سے اس کا جسم کانپ اُٹھتا ہے اور خیامہائے حسینی کی طرف دیکھتا ہے تو جنت کا یقین اس کے قلب میں جوش و ولولہ پیدا کرتا ہے۔ سخت حیران و پریشان ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کونسا راستہ اختیار کرے۔ بالآخر اسی پریشانی کے عالم میں امیر لشکر عمر ابن سعدؔ کے پاس پہنچا۔ اور پوچھا۔

"عمر سعدؔ! کیا حسینؑ سے صلح کی کوئی تدبیر نہیں نکل سکتی؟"

عمر سعدؑ کہتا ہے "حُر! اب ایسا نہیں ہو سکتا، جنگ لازماً ہو گی اور چونکہ حسینؑ کو تو ھی لایا تھا لہذا تیری طرف سے ھی پہلا حملہ ہونا چاھیئے۔"

حر کہتا ہے۔ "عمرؑ! مجھے یہ احتمال نہیں تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ جائیگی حسینؑ کو یہاں تک لانے کا میں ذمہ دار ھوں۔ مجھے اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے لہذا میں حسینؑ کے پاس معافی مانگنے جاتا ھوں۔ مجھے امید ھے کہ فرزندِ رسولؐ مجھے معاف فرما دیں گے"

عمر سعدؑ کہتا ہے "حُر! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنا بڑا سنگین جرم ہو اور معاف ہو جائے؟"

"عمرؑ! میں جن کے پاس جا رہا ھوں۔ انکے رحم و کرم سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے یقین ھے کہ فرزندِ رسولؐ مجھے معاف فرما دیں گے۔"

یہ کہہ کر حُر نے لشکرِ یزیدؑ کو دیکھا، پھر لشکرِ حسینؑ پر نظر ڈالی۔ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور بارگاہِ حسینی کی طرف روانہ ہوا، ادھر سے حُر چلا، اُدھر سے امامؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا

"دیکھتے ہو! دُشمن کی طرف سے کوئی آرہا ہے"؟ اصحابِ حسینؑ نے عرض کی "مولا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی گھوڑ سوار تیزی سے ہماری طرف آرہا ہے۔" امامؑ کے ساتھیوں نے تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ تیر کمان والوں نے کمانوں میں تیر جوڑ لئے۔ غرض تمام اصحابؓ حسینؑ اکٹھے ہو گئے۔ حبیبؓ ابن مظاہرؓ جو امامؑ کی چھوٹی سی فوج کے نقیب تھے۔ انہوں نے آواز دی "سپاہیو! ہوشیار ہو جاؤ۔ اولادِ رسولؐ میں سے کسی کو کوئی زخم نہ آنے پائے۔

چنانچہ تمام سپاہی تیار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اصحابؓ حسینؑ کی نظریں اس گھوڑ سوار پر جمی ہوئی ہیں۔ جب وہ سوار امامؑ کے قریب پہنچا تو اپنے گھوڑے سے اترا۔ باگ کاندھے پر ڈال دی۔ جیب سے رومال نکالا اور اس سے اپنے دونوں ہاتھ باندھ دیئے اور وہیں سے آواز دی۔ "رحمتہؐ للعالمین کے بیٹے! کیا دنیا کا سب سے گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہو سکتا ہے؟" حُر کا یہ کہنا تھا کہ امامؑ نے فرمایا "عباسؑ بھائی! تم میری فوج کو یہاں روکے رکھو، میں خود اسے لینے جاتا ہوں" یہ کہہ کر امامؑ آگے بڑھے۔ حُر نے کوئی تمہید نہیں اٹھائی، کوئی تقریر نہیں کی۔ صرف اتنا کیا کہ آتے ہی امامؑ کے گھوڑے کی رکاب پکڑ لی اور اس پر اپنا سر رکھ کر عرض

کی "اَخطاءتُ یا ابنَ رسُولُ اللہ" (اے فرزندِ رسولؐ! مجھ سے قصور ہو گیا") حُر کا یہ کہنا تھا کہ مجھ سے قصور ہو گیا کہ امامؑ نے بڑھ کر حُر کی پیشانی چوم لی اور فرمایا "بھائی حرؓ! ہم نے معاف کر دیا"۔

پھر کریم ابن کریم نے مسکرا کر پوچھا "تیری ماں نے تیرا کیا نام رکھا ہے؟" عرض کی "حُر" مولاؑ نے فرمایا "اَنتَ حُرٌ فِی الدُّنیا وَالاٰخِرَۃ" (حر! تو دنیا و آخرت دونوں میں آزاد ہے")

امامؑ کا یہ کہنا تھا کہ حبیبؓ ابن مظاہرؓ، حرؓ سے بغلگیر ہوئے۔ شمس الشہداء حضور قمر بنی ہاشم نے حرؓ کے سر پر علم کا پھریرہ کھول دیا۔ شہزادہ علی اکبرؑ و شہزادہ امیر قاسمؑ نے چچا کہہ کر سلام کیا۔ گویا جنگل میں عید ہو گئی۔ مبارک و سلام کی آواز جب بیت الشرف میں پہنچی تو جناب زینبؑ بنت علیؑ خیمے کے دروازے تک آئیں۔ اشارے سے عونؑ و محمدؑ کو بلایا۔ شہزادے آئے تو شہزادیٔ عالم نے پوچھا "بیٹو! آج کیا خوشی ہو رہی ہے؟" شہزادوں نے عرض کی "اماں! جس آدمی نے راستہ روکا تھا وہ اب ہماری طرف آ گیا ہے، مولاؑ نے اسے "بھائی" کہہ کر معاف کر دیا ہے"۔ بی بی زینبؑ نے فرمایا "بیٹو! تم دونوں حرؓ کے پاس جاؤ۔ "ماموں" کہہ کر سلام کرو اور اس تک میری دعائیں

پہنچادو" شہزادے آئے۔ حرؓ کو ماموں کہہ کر سلام کیا اور ماں کی دعائیں دیں۔ زینبؑ کا نام سنتے ہی حرؓ کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا۔ بدن کی تمام ہڈیاں ٹکر گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی دم نکل جائے گا۔ آخر سیّد الشہداؑ نے پوچھا "حرؓ کیا بات ہے؟"

حرؓ نے عرض کی "فرزندِ رسولؐ! آپ نے تو معاف کر دیا حضور سے یہی توقع تھی، مگر جب میں نے راستہ میں گستاخی کی تھی تو مجھے یاد ہے کہ زینبؑ کے محمل سے رونے کی آواز آتی تھی۔ میں جب مطمئن ہو کر مرنا چاہتا ہوں جب شہزادیٔ عالم کی زبان سے "معافی" کا لفظ نہ سن لوں"

امامؑ نے فرمایا "حرؓ! گبھراؤ نہیں۔ میں تمہارا سفارشی بنتا ہوں"۔۔۔۔ امامؑ بیت الشرف میں تشریف لائے۔ بہن سے فرمایا "زینبؑ بہن! حرؓ ہماری طرف آگیا ہے" زینبؑ جواب میں فرماتی ہیں۔ "حسینؑ! مبارک ہو، ایک ساتھی مل گیا"۔

زینبؑ کا یہ فقرہ سن کر حرؓ نے دروازے سے آواز دی "مشکل کشا کی بیٹی! اپنی اماں کی چادر کے صدقے میں مجھ گنہگار کو معاف کر دو" زینبؑ جواب میں فرماتی ہیں۔

"بھائی حرؓ! مجھے شرمندہ نہ کرو۔ تم ایسے وقت میں

میرے دروازے پر آئے ہو کہ میں تمہاری کوئی خاطر نہیں کر سکتی مگر یاد رکھ! تجھ سے ایک وعدہ کرتی ہوں، اگر اس بے حیا فوج نے مہلت دیدی تو حسینؑ سے پہلے تیری لاش پر سفید بال کھول کر تجھے "بھائی" کہہ کر تیرا ماتم کروں گی۔"

شہادت یوم عاشورہ جب طبل جنگ بجنے لگا اور لشکر یزید لعین حرکت کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا تو امامؑ نے بھی اپنی مختصر سی فوج کو ترتیب دی۔ میمنہ پر حبیبؓ ابن مظاہرؓ اور زہیرؓ ابن قین کو معمور کیا اور لشکر حسینی کا علم حضور قمر بنی ہاشم عباسؑ غازی کو عطا فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد حرؓ ابن یزید ریاحی نے خدمت امامؑ میں حاضر ہو کر عرض کی "فرزند رسولؐ! میں سب سے پہلے آپ سے لڑنے آیا تھا، لہذا اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں سب سے پہلے آپ پر اپنی جان قربان کروں اور آپ کے جدؐ بزرگوار کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔"

امامؑ نے فرمایا "حرؓ تم تو ہمارے مہمان ہو!"

حرؓ نے عرض کیا "فرزند رسولؐ! میں اپنے گناہوں پر نادم ہوں۔ اپنے جدؐ کے صدقے میں مجھے مرنے کی اجازت دیجئے
امامؑ نے اجازت دے دی اور حرؓ میدان جنگ میں پہنچے اور لشکر یزید لعین

کے سامنے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

ثم حمل علی القوم وقال "یا اہل الکوفہ یا اہل العذر و المکر علام دعوتم ھذا الامام۔ وزعمتم انکم تنصروہ حتی اذا اتٰکم غدرتم بہ وتعدیتم علیہ واحطتم بہ من کل جانب ومکان ومنعتموہ واھلہ من الرجوع الیٰ ماشاء من ھذہ الارض العریضہ فاصبح فی ایدیکم وحیدا ومنعتموہ واھل بیتہ من شرب الماء الذی تشرب منہ الیھود والنصاریٰ والکلاب والخنازیر۔ بئس واللہ ماخلفتم نبیکم فی اھل بیتہ وذریتہ مالکم لا اسقاکم اللہ یوم العطش الاکبر"

"اے کوفیو! اے دھوکہ بازو اے مکارو! تم نے کس شان سے امامؑ کو بلایا اور تم نے گمان کیا کہ تم ان کی مدد کرو گے لیکن جب امامؑ تمہارے پاس آ گئے تو تم نے ان سے بے وفائی کی اور ان پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ تم نے ان کو اور ان کے اہلبیتؑ کو اس لمبی چوڑی زمین پر کسی طرف چلے جانے سے روک دیا۔ آج یہ تمہارے ہاتھوں یک و تنہا رہ گئے۔ تم نے ان پر اور ان کے اہلبیتؑ پر وہ پانی بند کر دیا جس کو یہودی، عیسائی۔ کتے اور سور تک پیتے ہیں۔ خدا کی قسم! تم نے ذرّیت و اہلبیتؑ رسالتؐ کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا ہے۔ تمہیں

کیا ہو گیا ہے۔ خدا تم کو روزِ قیامت بڑی پیاس سے کبھی سیراب نہ کرے۔"

حرؓ کی گفتگو ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ آپ زخمی ہو کر سید الشہداءؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "فرزندِ رسولؐ! کیا آپ مجھ سے خوش ہیں؟"

امامؑ نے فرمایا "اے حرؓ! تو فردائے قیامت میں آتشِ جہنم سے آزاد ہوگا۔" اس کے بعد حرؓ میدانِ جہاد میں دوبارہ تشریف لائے اور نہائت بے جگری سے نبرد آزما ہوئے۔ آپ نے پچاس دشمنوں کے سر کاٹ دیئے۔ دورانِ جنگ ایوبؑ ابنِ مشرح نے حرؓ کے گھوڑے کے پیٹ میں ایک ایسا تیر مارا کہ آپ کا گھوڑا بے قابو ہو گیا اور آپ پیادہ ہو کر رجز پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف بڑھنے لگے۔ دورانِ جہاد فوجِ دشمن میں سے یزیدؑ تمیمی نکلا۔ حرؓ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور دشمنوں کو للکارا، مگر آپ کی ہیبت و شجاعت فوجِ یزیدیؑ پر اتنی چھائی کہ کوئی بھی آپ کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ بالآخر پریشان ہو کر عمروؑ ابنِ حجاج نے لشکرِ یزیدؑ کو آواز دی

اے بیوقوفو! جانتے ہو کہ تم کن بہادرانِ عرب سے لڑ رہے ہو؟ یہ وہ جانباز ہیں جو اپنے سروں کو اپنی ہتھیلیوں

پر رکھ کر آمادۂ جنگ ہیں۔ ان کا ایک ایک آدمی جب تک ہماری ایک ایک فوج کو قتل نہ کرے گا خود قتل نہ ہوگا۔ لہٰذا ان سے انفرادی مقابلہ نہ کرو بلکہ ان پر ایک دم دھاوا بول دو۔ ان کی تعداد ہی کیا ہے۔ اگر تم سب مِل کر اِن پر حملہ کر دو تو ان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ ان بہادرانِ عرب کو قتل کرنا بہت مشکل ہے"

عمر لعین ابن سعد نے عمرو ابن حجاج کی رائے پسند کی اور اپنے لشکر سے مخاطب ہوا "خبردار۔ کوئی شخص مبارزت طلبی کرتا ہوا میدانِ جنگ میں نہ جائے بلکہ سب مل کر اِن پر حملہ کر دو"

لشکرِ یزید لعین نے اس بار زبردست حملہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حر رضی اللہ عنہ کی تلوار سے یزیدیوں لعین کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آخر قصور لعین ابن کنانہ نے حر رضی اللہ عنہ کے سر پر زہر آلود تلوار سے زور دار وار کیا اور کربلا کا یہ مہمان شہید راہِ خدا میں سرخرو ہوا۔ زمین پر گرتے ہی حر رضی اللہ عنہ نے سید الشہداء علیہ السلام کو آوازدی "مولا علیہ السلام! میں گر گیا۔" امام علیہ السلام مظلوم شہید کی آواز پر میدانِ جنگ میں پہنچے اور دیکھا کہ حر رضی اللہ عنہ خاک و خون میں آغشتہ زمین پر پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ماتھے سے خون بہہ رہا ہے۔ سید الشہداء علیہ السلام حر رضی اللہ عنہ کے سرہانے بیٹھ گئے

اور سر کو اپنی آغوش میں اٹھالیا۔ امامؑ نے اپنی عبا سے حرؓ کا چہرہ صاف کیا اور زخمی ماتھے پر اپنے رومال سے پٹی باندھ دی۔ حرؓ نے آنکھیں کھول کر چہرۂ امامتؑ پر نگاہ کی اور موت کے پسینہ میں شرابور بھرائی آواز میں عرض کی "ھل وفیت یا ابن رسول اللہ"

(فرزندِ رسولؐ میں نے اپنا حق ادا کر دیا۔")

حیاتِ جاوید

قانون قدرت کےمطابق جس طرح تمام شہداء زندہ ہیں۔ اسی طرح حرؓ کی زندگی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ تواریخ میں ہے کہ سنہ ۹۱۶ھ میں شاہ عباس نے حرؓ کی قبر کھدوائی اور ان کی لاش مطہر سے وہ رومال کھولا جو سید الشہداؑ نے بوقتِ شہادت حرؓ کے سر پر باندھا تھا۔ رومال کا کھولا جانا تھا کہ سر حرؓ سے خون تازہ جاری ہو گیا چنانچہ یہ دیکھ کر رومال فوراً بندھوا دیا گیا۔ خون کا جاری ہونا اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ حرؓ بھی حیات ابدی کے مالک ہیں جس طرح تمام شہدا زندہ ہیں۔ اسی طرح یہ شہید بھی دائمی زندگی سے ہمکنار ہے۔

روضہ حرؓ گنج شہداء سے فاصلے پر ہے۔ اصل حکمت تو خدا و اہلبیتؑ رسولؐ جانتے ہیں مگر میں یہ سمجھا ہوں کہ اگر روضہ حرؓ باقی شہیدوں کے ساتھ ہوتا تو کون سمجھتا کہ ایک معاف کئے ہوئے گنہگار کے ساتھ

کریم ابن کریم نے کیا کرم فرمایا ہے۔ روضۂ حرؓ علیحدہ بنا ہوا ہے۔ دنیا بھر کا زائر اسلام کو جاتا ہے۔ صبح سے شام تک سلامیاں ہو رہی ہیں اور وقت کا مورخ آج بھی حرؓ سے پوچھ رہا ہے۔

"شہیدؓ! تم زندہ ہو، جواب دو۔ ایک شہنشاہ کی فوج کی افسری میں زیادہ لطف آیا یا ایک غریب الغربا بھوکے پیاسے کی مہمانی میں زیادہ لطف آیا؟"
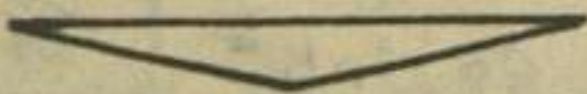
آج ہم حرؓ شہید کو سلام کرتے ہیں

اے شہنشاہِ ارض و سما کے انوکھے مہمان!
تم پر سلام،
تمہارے جذبۂ شوقِ جہاد پر سلام،
تم نے
دنیاوی عیش و آرام و راحت کو چھوڑ کر
کربلا کے لق و دق صحراء میں،
سیدہؑ کے مظلوم بیٹے کے لئے
خاک و خون میں تڑپنا
مقدم سمجھا
اور دنیا کو بتا دیا کہ
حق طاقت ہے۔"

حبیبؓ ابن مظاہرؓ الاسدی

ابتدائی تعارف

حضرت حبیبؓ ابن مظاہرؓ خاندان بنی اسد کے چشم و چراغ تھے۔ آپ ۱۳ ربیع الثانی ۵ھ یوم چہار شنبہ بعد نماز مغرب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو امیر المومنینؑ نے آپ کا نام "حبیبؓ" رکھا۔ آپ کا سلسلہ نصب یہ ہے حبیبؓ ابن مظاہر بن ریاب بن اشتر بن جنجوان بن فقعس بن طریف بن عمر بن قیس بن حرث بن ثعلبۃ بن دو ان بن اسد الاسدی الفقعیسی۔ آپ قاری قرآن اور حافظ قرآن تھے۔ علم فقہ میں آپ کو کافی شہرت حاصل تھی۔ آپ سید الشہداءؑ کے بچپنے کے دوست بھی تھے۔ آپ کو رسالت مآبؐ، امیر المومنینؑ اور حضور امام حسنؑ مجتبیٰ کا صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے ہر اس جنگ میں امیر المومنینؑ کا ساتھ دیا جو عہد رسالت کے بعد ہوئی۔ حضور رسالت مآبؐ کی نگاہ میں آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حبیبؓ کے والد گرامی حضرت مظاہرؓ

(اصحابی رسولؐ) نے حضور رسالتؐ مآب کو اپنے گھر مدعو کیا۔ حبیبؓ کو جو اس وقت بہت ہی کمسن تھے۔ جب رسالتؐ مآب کی دعوت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے باپ سے خواہش ظاہر کی کہ اس دعوت میں سید الشہداؑ کو ضرور مدعو کیا جائے، چنانچہ حبیبؓ کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ اس دعوت میں حسینؑ ابن علیؑ تشریف لائیں گے۔ لہذا حبیبؓ رات بھر دیدار حسینؑ کے لئے بے چین اپنے بستر پر کروٹیں بدلتا رہا اور صبح کو اسی اضطراب و بے چینی میں بام خانہ سے گر کر راہی ملک عدم ہو گیا۔ حبیبؓ کے باپ نے لاشۂ حبیبؓ کو پوشیدہ کر دیا تاکہ مہمان کو ہماری پریشانی کا علم نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد معزز مہمان تشریف لے آئے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور جب حبیبؓ دستر خوان پر نہ آئے تو سید الشہداؑ نے پوچھا" حبیب کہاں ہیں"؟ پہلے تو چھپانے کی کوشش کی گئی۔ بالآخر بتایا گیا ہے کہ حبیبؓ مر چکا ہے۔ یہ سن کر سید الشہداؑ بہت رنجیدہ ہوگئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے "خداوندا میں حبیبؓ کو تجھ سے مانگتا ہوں"۔ تاریخ مقاتل میں ہے کہ "حضور سید الشہداؑ کی دعا قبول ہوئی اور قدرت نے حبیبؓ کو دوبارہ زندگی دیدی"۔

حبیبؓ ابن مظاہرؓ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ مگر جب

امیر المومنینؑ نے مدینہ سے دار الخلافہ کوفہ کو منتقل کیا اور ترک مدینہ کر کے کوفہ تشریف لائے تو حبیبؓ بھی مدینہ سے کوفہ چلے آئے تھے۔ آپ کوفہ کے روساء میں سے تھے۔ آپ نے کوفہ میں جناب مسلمؑ بن عقیلؑ کا پورا پورا ساتھ دیا اور شہادتِ مسلمؑ کے بعد روپوش ہو کر چند دن کوفہ میں رہے۔ پھر سیدالشہداؑ کی اطلاع پر کربلا میں تشریف لائے اور زندگی کی آخری سانس تک فرزندِ رسولؐ کے ساتھ رہے۔

کربلا میں آمد

نویں محرم الحرام سنہ ۶۱ھ کے دن رسولؐ کا کنبہ کربلا کے لق و دق صحرا میں بیٹھا ہوا ہے۔ دشمن کی فوجیں برابر چلی آرہی ہیں اور ان کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سیدانیوں کے خیموں میں آرہی ہیں۔ زینبؑ حسینؑ سے پوچھتی ہیں "حسینؑ! یہ فوجیں کس طرف سے آرھی ہیں؟ حسینؑ فرماتے ہیں "دشمن کی طرف سے" زینبؑ نے آسمان کو دیکھا۔ زمین کو دیکھا اور خاموش ہو گئی تھوڑی دیر بعد پوچھتی ہیں "حسینؑ! تمہارا کوئی ایسا نہیں ھے جسے تم بلا لو؟ امامؑ فرماتے ہیں "مصیبت میں کون آئے گا؟" بی بیؑ فرماتی ہیں۔

"حسینؑ! تمہارے بچپن کا دوست جو مجھے "بہن" کہا کرتا تھا اور تمہیں "بھائی" کہا کرتا تھا۔ میرے باباؑ نے جس

کا نام "حبیب" رکھا تھا" اسے بلا لو"

امامؑ نے قلم دوات کاغذ طلب فرما کر حبیبؓ ابن مظاہرؓ کو خط لکھا جسے حبیبؓ کی سوانعمری میں آبِ کوثر سے لکھنا چاہیئے اور اس سرفروش مجاہد کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیئے۔ جس نے اس پر آشوب دور میں حبیبؓ تک یہ خط پہنچایا۔ المختصر قاصد خط لے کر کوفہ میں پہنچا۔ دروازہَ حبیبؓ پر دستک دی۔ حبیبؓ نے پوچھا "کون؟" قاصد نے جواب دیا "اَنَا بَرِیدُ الحُسَینؑ" حسینؑ کا نام سنتے ہی حبیبؓ فوراً باہر آئے۔ خط کو ہاتھوں میں لیا۔ آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا۔ چوما اور پڑھنا شروع کیا۔ خط کی عبارت بہت ہی مختصر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی پریشانی کے عالم میں لکھا گیا ہے عبارت یہ تھی۔ "یا اخی حبیبؓ : میں تمہارے علاقہ میں آ گیا ہوں، سخت مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اگر ہو سکے تو میری مدد کو آؤ۔" اگلا فقرہ جس نے حبیبؓ کے کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یہ تھا کہ "حبیبؓ ! میں تمہیں کبھی تکلیف نہ دیتا مگر مجبوری یہ ہے کہ میرے ساتھ زینبؑ بھی ہے۔" زینبؑ کا نام پڑھتے ہی حبیبؓ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور بھرائی آواز میں کہنے لگا "لبیک لبیک یا ابن رسول اللہؐ"

اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

حبیبؓ نے خط پڑھتے ہی تیاری شروع کر دی مگر وہ چاہتے تھے کہ ملوکیت کے خوف میں اپنے ضمیر سے کسی کو آگاہ نہ کریں۔ چنانچہ زوجہ کی چادر اوڑھ کر رات کی تاریکی میں گھر سے نکلنے لگے تو زوجہ نے عرض کی "حبیبؓ! میری بھی ایک آرزو ہے کہ آپ کو خدا کی قسم! جب امامؑ کے روبرو پہنچے گا تو میری طرف سے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیجئے گا اور میری طرف سے سلام عرض کیجئے گا۔"

حبیبؓ نے **"حبا وکرامة"** کہہ کر اقرار کیا اور غلام سے فلاں مقام پر گھوڑا لے جانے کو کہا اور خود خفیہ راستے طے کرتا ہوا جب وہاں پہنچا تو یہ سُنا کہ غلام گھوڑے سے کہہ رہا ہے کہ "اگر میرا آقا نہ آیا تو میں تجھ پر بیٹھ کر فرزند رسولؐ کی مدد کروں گا۔" غلام کا یہ فقرہ سن کر گھوڑے کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ حبیبؓ نے یہ منظر دیکھا تو غلام کو سینے سے لگایا اور کہنے لگا "اے فرزندِ رسولؐ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں کہ غلام بھی سرفروشی کی تمنا کرتا ہے۔"

یہ کہہ کر حبیبؓ نے غلام کو اس کے عقیدہ کی پختگی کی وجہ

سے آزاد کر دیا اور خود گھوڑا دوڑاتے ہوئے کربلا کی طرف بڑھنے لگے۔
گھوڑے کے ٹاپوں کی اُڑتی ہوئی گرد دیکھ کر سیّد الشہدأ نے بے ساختہ
فرمایا۔ "ساتھیو! دیکھ لو، وہ آ رہا ہے جس کا انتظار تھا۔" اصحابِ
حسینؑ نے حبیبؓ کو آتے جو دیکھا تو خوشی کی حد نہ رہی اور تمام اصحاب
استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حبیبؓ ابھی دور ہی تھے کہ گھوڑے
سے کود کر امامؑ مظلوم کے قدموں پر بوسہ دینے لگے اور فرمانے لگے۔
فرزندِ رسولؐ! تمہارا حبیبؓ حاضر ہے" پھر امامؑ کے حضور
میں اپنی زوجہ کا سلام عقیدت پہنچایا۔ سلام و مبارک کی آوازیں جب
بیت الشرف میں پہنچیں تو جناب زینبؑ علیا نے خادمہ سے پوچھا کہ
"کون آیا ہے؟" خادمہ نے جواب دیا "حبیبؓ آئے ہیں" یہ سُن
کر سیدہؑ کی بیٹی نے خادمہ کو بھیجا اور فرمایا کہ "میری طرف سے بھائی
حبیبؓ کو سلام کہہ دو" اپنی یہ عزّت و توقیر دیکھ کر حبیبؓ اپنے
منہ پر طمانچے مارنے لگا اور سر پر خاک ڈال دی اور آبدیدہ ہو کر عرض
کی "سیدہؑ کی بیٹی! اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ ادنیٰ غلاموں
کو سلام کہہ رہی ہو"

شہادت

حبیبؓ کربلا میں پہنچا اور حسینؑ کی چھوٹی
سی فوج کی روح بن گیا۔ یومِ عاشور جب

میدانِ شہادت گرم تھا، نمازِ ظہر کے موقعہ پر حصینؑ ابن نمیر کی بدکلامی کہ حسینؑ کی نماز قبول نہیں ہو گی کا جواب حبیبؓ ہی نے دیا تھا کہ "ویلک لا تقبل صلوٰۃ الحسین و تقبل صلوٰتک یا ابن الخمّارۃ" (ابو مخنف ص ۶۵).

"اے حرامزادے! تجھ پر تف ہو تیری نماز تو قبول ہو گی اور حسینؑ کی نماز قبول نہیں ہو گی۔"

روائت میں ہے کہ یہ کہہ کر حبیبؓ نے بڑھ کر حصینؑ ابن نمیر کے گھوڑے کے منہ پر تلوار لگائی تھی اور حبیبؓ کی ایک ضرب سے حصینؑ کی ناک کٹ گئی تھی۔ اس کے بعد حبیبؓ میدانِ جہاد میں مسلسل دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ سے لڑتے اور قتل کرتے رہے۔ حبیبؓ اپنے چہرے سے تلواروں کا خیر مقدم کرتے رہے اور سینے سے نیزوں کا استقبال کرتے رہے۔ روائت میں ہے کہ دورانِ جہاد حبیبؓ اپنی کمال جانثاری سے خوب ہنسے۔ حبیبؓ کی اس ادا کو دیکھ کر یزیدؓ ابن حیض ہمدانی نے پوچھا "یا اخی! لیس ھذا ساعۃ ضحکۃ"

"اے بھائیؓ! کیا یہ ہنسنے کا وقت ہے؟"

حبیبؓ جواب میں فرماتے ہیں "اگر یہ خوشی کا وقت نہیں تو پھر بتاؤ کہ وہ کونسا وقت آئے گا جو خوشی کا ہوگا؟"

حبیبؓ مودۃ آلِ محمدؐ میں سرشار دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر حملہ کر رہے تھے اور دورانِ جہاد یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

انا حبیب و ابی مظاھر ∴ فارس الھیجا و لیث قسور

سبط النبیؐ اذا الی یستنصر ∴ یا شر قوم فی الوریٰ و اکفر

(ینابیع المودۃ ص۳۴۲)

"میں حبیبؓ ہوں، میرے باپ مظاہرؓ تھے، میں میدانِ جنگ کا شہسوار ہوں اور غضبناک شیر کی طرح حملہ کرنے والا ہوں۔ اے کافرو اور بدترین قوم! حبب نبیؐ کا نواسہ مدد مانگ رہا ہے تو ان کی مدد ضرور کرنی چاہیئے۔"

دورانِ رجز آپ (حبیبؓ) کا جوشِ جہاد اور بڑھا اور آپ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ یہاں تک کہ بدیلؑ ابن حریم عقفانی نے آپ پر تلوار لگائی اور بنی تمیم کے ایک شخص نے نیزہ مارا اور حصینؑ ابن نمیر نے سر پر تلوار لگائی اور زخموں سے چور ہو کر آپ گھوڑے سے گرے اور بلند آواز میں فرمایا "اے فرزندِ رسولؐ تمہارا حبیبؓ گر گیا"۔ امامؑ مظلوم لاشہ پر پہنچے اور انتہائی درد انگیز لہجہ میں فرمایا "بھائی حبیبؓ! خدا تم پر رحمت نازل کرے"

میں تم کو اور اپنے اصحابؓ کو خدا سے لوں گا۔

زہیرؓ ابن قین

ابتدائی تعارف

حضرت زہیرؓ ابن قین بن قیس الانماری البجلی اپنی قوم کے شریف سردار تھے آپ کا شمار کوفہ کے رؤسا میں تھا۔ آپ کو رسالتؐ مآبؐ امیرالمومنینؑ اور حضور امام حسنؑ مجتبیٰ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے یوم عاشور سنہ ۶۱ھ جہادِ کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ سنہ ۶۰ھ میں حصول حج کے لئے ہمراہ اہل و عیال کوفہ سے آرہے تھے کہ راستہ میں سید الشہداؑ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ایک جگہ اپنے خیمے میں کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ امامؑ کا قاصد پہنچ گیا اور سلام کے بعد کہا "زہیرؓ! فرزندِ رسولؐ نے یاد فرمایا ہے۔" یہ سن کر زہیرؓ کے ہاتھوں سے نوالہ گر پڑا اور عجیب کیفیت میں مبتلا ہو گیا۔ زہیرؓ کی بیوی زہیرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "زہیرؓ! تردد کس بات کا ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ فرزندِ رسولؐ نے یاد فرمایا ہے۔ اٹھو اور خدمتِ امامؑ میں حاضر ہو جاؤ" زہیرؓ خدمتِ امامؑ میں پہنچے اور جب واپس آئے تو آپ کا چہرہ

نہایت بشاش تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ "سب خیمے سید الشہداؑ کے خیام کے ترتیب نصب کرائے جائیں"۔ یہ کہہ کر زہیرؓ اپنے خیمے میں آئے اور بیوی سے کہا کہ "میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم اپنے قبیلے کو واپس چلی جاؤ" مگر ایک واقعہ مجھ سے سن لو"۔

لشکرِ اسلام نے جب بلخبو پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوئے تو سب مسلمان خوش تھے اور میں بھی خوش تھا۔ مجھے خوشی کے اس عالم میں دیکھ کر سلمانؓ فارسی نے کہا تھا کہ "زہیرؓ! تم اس دن اس سے بھی زیادہ خوش ہو گے جس دن فرزندِ رسولؐ کے ساتھ ہو کر جنگ کرو گے"۔

روایت میں ہے کہ جب زہیرؓ ابن قین، سید الشہداؑ کے ہمراہ چل رہے تھے کہ مقام "ذوحشم" پر امامؑ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ "لشکر یزیدؑ کو صرف میری جان سے مطلب ہے، تم واپس چلے جاؤ" جواب میں زہیرؓ ہی نے کہا تھا "ہم ہر حال میں آپ پر قربان ہوں گے" اور جب حرؑ نے راستے میں مزاحمت کی تھی تو زہیرؓ ہی نے بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ "حضورؑ اگر حکم دیں تو ان کا خاتمہ کر دوں" جس کے جواب میں امام حسینؑ نے فرمایا تھا۔ "زہیرؓ! ہم ابتدائیہ جنگ نہیں کر سکتے"۔

روایت میں ہے کہ شب عاشور کی مہلت کے لیے جب حضور قمر بنی ہاشمؑ، لشکر یزیدؑ کے سامنے تشریف لے گئے تو حضرت زہیرؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ شب عاشور امام مظلومؑ کے استغاثہ کے جواب میں زہیرؓ نے بھی کمال دلیری سے عرض کی تھی "مولا! اگر ستر سو مرتبہ بھی ہم آپ کی محبت میں قتل کیے جائیں تو بھی پرواہ نہیں"

اور جب شمرؑ نے خیام سید الشہداؑ کے پاس آکر اسے جلانا چاہا تھا تو زہیرؓ ہی نے اس سے مقابلہ کر کے اسے اس ناپاک ارادہ سے باز رکھا تھا اور یوم عاشور نمازِ ظہر کے لیے سعیدؓ ابن عبداللہ کے ساتھ زہیرؓ نے بھی امامؑ کی حفاظت کے لیے سینہ تان دیا تھا اور جب صبح عاشور سید الشہداؑ نے اپنی چھوٹی سی فوج کو ترتیب دی تو میمنہ پر زہیرؓ و حبیبؓ ہی کو مامور کیا تھا۔ گویا زہیرؓ ابن قین لشکرِ حسینی میں ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت رکھتے تھے۔

یومِ عاشور لشکرِ یزیدؑ کے قیامت خیز حملے تیروں کی بارش اور گھمسان کی لڑائی میں عقل انسانی حیران ہے کہ اصحابؓ حسینؑ کی ایک چھوٹی سی جماعت نے کس طرح فوج یزیدؑ کا مقابلہ کیا اور صبح عاشور سے وقت عصر تک دیوارِ آہنی کی طرح لشکرِ یزیدؑ کے سامنے کھڑے رہے۔ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ جب تک امامؑ مظلوم کا ایک صحابی بھی زندہ

رہا۔ کوئی بھی ایک تیر یا ایک معمولی زخم کسی ایک ہاشمی جوان یا کسی بچّہ تک پہنچا ہو۔ گویا اصحاب و انصار امامؑ ایک طرف راہ خدا میں جہاد کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف اپنے برگزیدہ امامؑ اور اپنے آقازادوں کی حفاظت کر رہے تھے۔ اصحاب و انصار کی وفاداری اور احساس فرض شناسی اور طاقت عزم و ارادہ کی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اسی لئے امامؑ نے اپنے اصحابؓ کے متعلق اس طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔ "وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ وَ اَصْحَاباً اَوْفیٰ مِنْ اَصْحَابِیْ" (بخدا میں نے اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار دنیا میں کسی کے اصحاب نہیں دیکھے۔")

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا بارگاہ سرور کونینؐ سرخرو ہو رہا تھا۔ حضرت زہیرؓ ابن قین اور حضرت سعیدؓ ابن عبداللہ سیّد الشہداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "فرزند رسولؐ! نماز کا وقت آگیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ زندگی کی یہ آخری نماز آپ کے ساتھ پڑھ لیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں جام شہادت سے ہمکنار ہوں" امامؑ نے فرمایا۔ "تم نے اس عالم میں بھی نماز کو یاد کیا ہے خدا تم کو اس کا اجر دے گا۔"

چنانچہ حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ نے خاکِ کربلا پر تیمم کیا اور خاصانِ خدا و ناصرانِ دینِ الٰہی کی آخری باجماعت نماز شروع ہوگئی۔ زہیرؓ و سعیدؓ دونوں سینہ تان کر امامؑ کے آگے کھڑے ہوگئے۔ تاکہ اگر دشمن کی طرف سے حملہ ہو تو امامؑ یا امامؑ کے عزا و اقربا میں سے کسی ایک پر کوئی آنچ نہیں آنے پائے۔ تھوڑی دیر بعد دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ سعیدؓ ابن عبداللہ امامؑ کے آگے کھڑے ہو کر دشمن کا ہر تیر اپنے بدن میں روکتے رہے اور زہیرؓ ابن قین دشمن کا حملہ روکنے کیلئے آگے بڑھے۔ برابر جنگ کرتے رہے اور جب دشمن کے بیچ میں پہنچ گئے تو بلند آواز میں یہ رجز پڑھنا شروع کیا۔

فخرج الیھم زھیر بن القین ونادی باعلی صوتہ "ایھا الناس ان حق المسلم علی المسلم النصیحۃ ونحن [illegible] علی دین واحد وقد ابتلانا اللہ بذریۃ نبیہ لینظر ما نحن وانتم صانعون و انا ادعوکم الی نصرتہ وخذلان الطغاۃ وان الحسینؑ احق بالنصرۃ والمودۃ من ابن سمیۃ" (ابو مخنف ص ۵۵)

"اے لوگو! مسلمان کا حق ہے کہ وہ مسلمان کو نصیحت کرے۔ ہمارا اور تمہارا ایک ہی دین ہے۔ یقیناً خدا نے اپنے نبیؐ کی ذریت کے بارے میں ہمارا امتحان لیا ہے تاکہ دیکھے کہ ہم اور تم ذریتِ رسولؐ کے ساتھ

کیسا سلوک کرتے ہیں۔ میں تم کو حسینؑ کی نصرت و مدد کی طرف دعوت دیتا ہوں اور سرکشوں کو چھوڑ دینے کی نصیحت کرتا ہوں (یاد رکھو!) ایک بدکار عورت کے لڑکے (ابن زیاد) کی محبت اور مدد سے زیادہ حسینؑ محبت اور نصرت کے مستحق ہیں۔"

اس کے بعد آپ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی

واللہ یا بن رسول اللہ لوددت انی قتلت ثم نشرت الف مرۃ وان اللہ تعالیٰ قد دفع القتل عنک وعن ھولاء الفتیۃ من اخوانک وولدک واھل بیتک" (لہوف ص۴۰)

"اے فرزندِ رسولؐ! خدا کی قسم۔ اگر میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل ہو جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں" ـــــ اپنے جانثاروں کا یہ جوشِ شہادت دیکھ کر حسینؑ نے آسمان کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں فرمایا

"خداوندا! گواہ رہنا۔ ایسے جانثار تو میرے نانا محمدؐ مصطفیٰ کو نہ ملے۔ میرے دادا حیدر کرارؑ کو نہ ملے اور میرے بھائی حسنؑ مجتبیٰ کو نہ ملے جو آج مجھے نصیب ہوئے ہیں"

زہیرؓ ابن قین دشمنانِ دین کو واصلِ جہنم کرتے ہوئے شعلہ جوالہ کی طرح گھوڑا بڑھاتے ہوئے لشکرِ یزیدِ لعین میں ڈوب گئے۔ آپکی

تلوار بجلی کی طرح کوندنے لگی اور دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر کثیرؒ ابن عبد اللہ شعبی اور مہاجرؒ ابن اوس تمیمی نے پشت کی جانب سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ نے گھوڑے سے گرتے ہی امامؑ کو آواز دی "مولاؑ! میں گر گیا" تھوڑی دیر بعد سید الشہداءؑ لاشہ پر پہنچے۔ سر گود میں لیا اور دو زانو ہو کے بیٹھ گئے اور درد بھری آواز میں فرمایا۔

"زہیرؓ! خدا تم پر رحمت نازل کرے اور تمہارے قاتلوں پر جو بندروں اور ریچھوں کی طرح مسخ ہو گئے ہیں، لعنت کرے"

مسلمؓ ابن عوسجہ الاسدی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی مسلمؓ بن عوسجہ بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن حزیم ابو حجل اسدی سعدی تھا۔ آپ عرب کے شریف ترین خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو صحابیٔ رسولؐ و امیر المومنینؑ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے آپ تمام صحابۂ رسولؐ میں منفرد

حیثیت کے حامل تھے۔ آپ رسالت مآبؐ اور امیر المومنینؑ کے ساتھ اکثر جنگوں میں شریک رہے۔ ۲۴ھ میں فتح آذربائیجان میں آپ نے جو کارنمایاں کیا ہے وہ تاریخ اسلام میں یادگار ہے۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد اپنے بال بچوں سمیت کوفہ سے کربلا آپہنچے اور سید الشہداءؑ کے قدموں میں شرفِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ شبِ عاشور جب خندق کے گرد آگ جلانے پر شمر ملعون نے طعنہ زنی کی تو اس کا منہ توڑ جواب مسلمؓ بن عوسجہ ہی نے دیا تھا۔ سانحۂ کربلا کے وقت آپ کی عمر ایک سو دس سال کی تھی۔

شبِ عاشورہ

سید الشہداءؑ اپنے عزیز و اقارب اور جانثاروں کے ساتھ کربلا کے لق و دق صحرا میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نویں محرم الحرام ۶۱ھ کا دن ڈھلا۔ شام ہوئی اور کربلا کے سنسان جنگل میں ہر طرف تاریکی پھیل گئی۔ امامؑ نے اپنے اصحابؓ و اہلبیتؑ کو اپنے خیمہ میں جمع کیا۔ جب سب تشریف لے آئے تو حمدِ خدا کے بعد ابوترابؑ کے بیٹے نے زمین پہ مسند لگادی اور فرمایا۔

"اے گروہ مومنینؓ! میں نہیں جانتا کہ دنیا میں کسی کے اصحابؓ تم سے زیادہ صابر و شاکر اور کسی کے اہلبیتؑ میرے اہلبیتؑ سے زیادہ افضل اور وفادار ہوں گے۔ خدا میری طرف سے تم سب کو جزائے خیر دے

میرے باپؑ اور ناناؐ کے صحابیوؓ! دیکھ لو: زمانے کا کیا حال ہو گیا ہے یہ فوج جو مجھے گھیرے ہوئے ہے اسے صرف میری ذات سے واسطہ ہے تم سے کوئی عداوت نہیں لہٰذا میں اپنی بیعت تمہارے اوپر سے اُٹھا لیتا ہوں اور تم کو یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ پردۂ شب حائل ہے، تم کو چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک میرے اہلبیتؑ کے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑے اور اس صحرا میں منتشر ہو جائے کیونکہ یہ لشکر صرف مجھے چاہتا ہے۔ ان کو تم سے کوئی تعلق نہیں۔"

امامؑ مظلوم کی تقریر سُن کر اصحابؓ و اہلبیتؑ حسینؑ تڑپ اُٹھے سب سے پہلے حضرت مسلمؓ ابن عوسجہ کھڑے ہوئے۔ بڑھی کمر کو اپنی تلوار کی ٹیک کے ساتھ سیدھا کیا۔ بدن میں تھوڑا سا لرزا بھی تھا۔ عرض کی "فرزندِ رسولؐ! میں نے تیرے ناناؐ کو دیکھا ہے۔ تیرے باباؑ کے ساتھ رہا ہوں۔ تیرے منہ سے یہی سچتا ہے جو تو کہہ رہا ہے۔ حسینؑ! یہ سچ ہے کہ تجھے ہماری ضرورت نہیں ہے مگر ہمیں تیری ضرورت ہے ہم تیرے محتاج ہیں۔ اگر تو ہم کو یوں مار مار کر بھی اس میدان سے نکال دے گا۔ پھر بھی یہیں پلٹ کر آئیں گے۔ کیونکہ ہم تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔" اس کے بعد مسلمؓ بن عوسجہ نے نہایت درد بھری آواز میں فرمایا۔

"انحن نخلی عنک وبما نعتذر الی اللہ فی اداء حقک۔ لا۔ واللہ حتی اطعن فی صدورھم برمحی واضربھم بسیفی ما ثبتت قائمۃ فی یدی ولو لم یکن معی سلاح اقاتلھم بہ لقذفتھم بالحجارۃ۔ واللہ لا نخلیک حتی یعلم اللہ انا قد حفظنا غیبۃ رسول اللہ فیک اما واللہ لو علمت انی اقتل ثم احی ثم احرق حیا ثم اذری ثم یفعل ذلک بی سبعین مرۃ ما فارقتک حتی القی حمامی دونک فکیف لا افعل ذلک وانما ھی قتلۃ واحدۃ ثم ھی الکرامۃ التی لا انقضاء لھا ابداً" (بحار جلد ۱۰ ص ۱۹۲)

"اے فرزند رسولؐ! کیا ہم آپ کو یکہ و تنہا چھوڑ دیں تو پھر کل آپکے ناناؐ، آپکے باباؑ، آپ کی اماںؑ اور آپکے بھائیؑ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم! میں آپ کے دشمنوں کے سینوں کو اپنے نیزہ سے چھلنی کردوں گا اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا اپنی تلوار سے آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا رہوں گا اور اگر میرے پاس کوئی ہتھیار جنگ نہ رہا تو میں آپ کے دشمنوں کو پتھر مارتا رہوں گا تاکہ خدا جان لے کہ میں نے اس کے نبیؐ کی ذریت کی حفاظت کی ہے۔ خدا کی قسم! اگر میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر جلا دیا جاؤں تب بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چہ جائیکہ ایک مرتبہ کا قتل ہونا

جس کے بعد مجھے (ہمیشہ رہنے والی) بزرگی اور کرامت ملے گی۔"

مسلمؓ ابن عوسجہ نے جوش میں جو فقرے کہے، بڈھا آدمی، بدن میں لرزا پیدا ہوا، وہیں گر گیا۔ امامؑ نے اٹھ کر مسلمؓ کو اٹھایا اور فرمایا "چچا مسلمؓ! میں اور میری اہلبیتؑ تمہاری شکر گذار ہے تم نے اس پریشانی کے عالم میں بھی ذریت رسولؐ کا ساتھ دیا ہے۔"

شہادت

یوم عاشور خیامہائے حسینی سے مسلسل تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ تین دن کی بھوکی پیاسی مخدوراتِ عصمت و طہارت اپنے اپنے خیموں میں مصلوں پر بیٹھی ہوئی فرزندِ زہراؑ کے لئے دُعائے خیر کر رہی ہیں۔ کبھی کبھی بچوں کی آواز العطش سنائی دیتی ہے اور کمسن معصوم بچے ہاتھوں میں خشک کوزے لئے ہوئے پانی کی تلاش میں ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد امامؑ کی طرف سے اذنِ جہاد ہوا۔ دوسری جنگ مغلوبہ میں جب نافعؓ ابنِ ہلال رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے اور جو بھی ان کے مقابلہ میں آیا اس کو قتل کر دیا۔ اصحاب حسنی کی جرأت و بہادری کو دیکھ کر عمرؔ ابن حجاج نے لشکرِ یزیدؔ کو آواز دی۔

"جانتے ہو کہ تم کن بہادرانِ عرب سے لڑ رہے ہو؟ یہ وہ جانباز

ہیں جو اپنے اپنے سروں کو اپنی اپنی ہتھیلیوں پر رکھ کر آمادۂ جنگ ہیں
ان کا ایک ایک آدمی جب تک ہماری ایک ایک فوج کو نہ قتل کرے
گا قتل نہیں ہو گا۔ لہٰذا ان سے انفرادی مقابلہ نہ کرو بلکہ ان پر
ایک دم دھاوا بول دو۔"

تھوڑی دیر بعد لشکرِ یزید لعین نے فوجِ امام ؑ کے میسرہ پر زبردست
حملہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ تین دن کے بھوکے پیاسے اصحابِ رضہ
باوفا فوجِ دشمن میں گھس پڑے اور یزیدیوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے
لگے۔ مٹھی بھر مجاہدینِ اسلام نے فوجِ یزید لعین کے چھکے چھڑا دیئے
اور دشمنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ میں مسلم رضہ ابن
عوسجہ نہایت دلیری کے ساتھ جہاد فرما رہے تھے کہ مسلم لعین ابن عبداللہ
ضبابی ملعون اور عبداللہ ابنِ خشکارہ ملعون نے مل کر آپ کو
شہید کر دیا۔ جب آتشِ جنگ فرو ہوئی اور میدانِ کارزار گرد و غبار
سے صاف ہوا تو مسلم رضہ ابن عوسجہ خاک و خون میں آغشتہ زمین پر
پڑے ہوئے نظر آئے۔ آپ کی شہادت پر فوجِ یزید لعین نے خوشی کا اظہار
کیا تو شبث ابن ربعی جو اگرچہ دشمنِ آلِ محمد تھا بولا "افسوس تم ایسی
شخصیت کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہے ہو جن کے اسلام
پر احسانات ہیں۔" مسلم رضہ ابن عوسجہ نے زمین پر ایڑیاں رگڑتے

ہوئے سید الشہداؑ کو آواز دی "فرزندِ رسولؐ میں گر گیا"۔ امامؑ اچھکی ہوئی کمر کے ساتھ مسلمؓ کے سرہانے تشریف لائے اور دوزانو ہو کر مسلمؓ کا سر گود میں لیا۔ اپنی عبا سے بڑھی پیشانی سے موت کا پسینہ پونچھا مسلمؓ نے رُخِ امامؑ کی زیارت کی اور فرمایا۔ "خداوندا! گواہ رہنا تیرے رسولؐ کی ذرّیتؑ کی حفاظت میں مر رہا ہوں"

سعیدؓ ابن عبد اللہ

تعارف حضرت سعیدؓ ابن عبداللہ کوفہ کے جلیل القدر شعیان حیدر کرارؑ میں تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور عبادت گذاری میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ مسلم بن عقیلؑ کی طرف سے سید الشہداؑ کی خدمت میں سعیدؓ ہی خطوط لے کر آئے تھے اور وہاں پہنچ کر پھر اس خیال سے واپس نہیں آئے کہ امامؑ کے ہمراہ کوفہ پہنچیں گے۔ سعیدؓ ابن عبد اللہ کو رسالت مآبؐ اور امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ سانحۂ کربلا کے وقت آپ کی عمر تقریباً نوّے برس کی تھی۔

شہادت یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔

اور ہر مرنے والا مقامِ شہادت سے ہمکنار ہو رہا تھا۔ اور اصحابِ حسینؓ کی حالت یہ تھی کہ اہلِ کوفہ پر جس طرف سے حملہ کرتے تھے۔ اس طرف کی فوج کو منتشر کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب عزرہ بن قیس نے جو اہلِ کوفہ کے تمام سواروں کی فوج کا افسر تھا، یہ دیکھا کہ اس کی فوج ہر طرف سے منتشر ہوتی جا رہی ہے تو اس نے عمر ابن سعد عبد الرحمن ابن حصین کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ "آج صبح سے اس وقت تک حسینؑ کی چھوٹی سی جماعت نے میری فوج کی حالت کتنی خراب کر دی ہے۔ لہذا پیادوں اور تیر اندازوں کو بھیجو تاکہ وہ مقابلہ کر سکیں" یہ سن کر عمر ابن سعد بہت گھبرایا اور حصین ابن نمیر کو حکم دیا کہ وہ پانچسو تیر اندازوں کے ساتھ آگے بڑھے اور حسینؑ کی فوج کے قریب جا کر ان پر تیروں کی بارش کرے۔" چنانچہ حصین ابن نمیر نے حکم کی تعمیل کی اور حسینؑ و اصحابِ حسینؓ پر تیروں کی بارش ہونے لگی مگر واہ رے شجاعت اصحابِ حسینیؓ! جو تیروں کو اپنے سینوں پر روکتے ہوئے دشمن کی فوج میں ڈوب کر شمشیر زنی کرنے لگے۔ تیروں کے اس حملے کا نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے گھوڑے اصحابِ سید الشہداؑ کی سواری میں تھے، وہ سب مجروح و بے کار ہو گئے اور تمام اصحابؓ جو سوار تھے، وہ بھی اب پیادہ ہو گئے۔ ابھی لڑائی شروع ہی تھی کہ

سعیدؓ ابن عبداللہ اور حبیبؓ ابن مظاہرؓ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "فرزندِ رسولؐ! نماز ظہر کا وقت آگیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ زندگی کی یہ آخری نماز حضورؑ کے ساتھ پڑھیں پھر خدا کی بارگاہ میں جائیں۔" امامؑ نے فرمایا!

"شاباش! تم نے اِس عالم میں بھی نماز کو یاد کیا ہے، خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ تم اُس فوج کو کہہ دو کہ ذرا دیر کے لئے جنگ روک دے تاکہ ہم اطمینان سے نماز پڑھ لیں۔"

حبیبؓ ابن مظاہرؓ امامؑ کا یہ پیغام لے کر عمرلعؔ ابن سعد کے پاس گئے۔ عمرلعؔ ابن سعد نے گستاخانہ جواب دیا کہ "حسینؑ کی نماز قبول نہیں ہوگی" عمر سعدلعؔ کا یہ بکواس سُن کر حبیبؓ کو غصہ آگیا اور فرمایا۔ "حرامزادے! تجھ پر لعنت ہو تیری نماز تو قبول ہوگی اور حسینؑ کی نماز قبول نہ ہوگی؟" حبیبؓ نے نیام سے تلوار نکال کر جہاد شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد خاک و خون میں تڑپنے لگا۔ حبیبؓ کی شہادت کے بعد سعیدؓ ابن عبداللہ خدمتِ امام میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "فرزندِ رسولؐ! حبیبؓ تو شہید ہو چکے ہیں۔ میں موجود ہوں آپ نماز شروع کریں میں آپ کے آگے کھڑا رہوں گا جب تک نماز ختم نہ ہوگی آپ تک کوئی تیر نہیں آنے دوں گا۔"

حسینؑ و اصحابِ حسینؑ نے بارگاہِ الہٰی میں سر جھکا دیئے اور سعیدؓ ابن عبداللہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح امام علیہ السلام کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ دشمن کی طرف سے جو تیر امامؑ کی طرف آتا تھا۔ سعیدؓ اُسے اپنی بڈھی پسلیوں پہ اور نیزوں اور تلواروں کو اپنے چہرہ اور گردن پر روکتے جاتے اور کہتے جاتے تھے۔

"یاقوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وعاد و ثمود والذین من بعدھم وما اللہ یرید ظلما للعباد ویاقوم انی اخاف علیکم یوم التناد ویوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ من عاصم یاقوم لا تقتلوا حسینا فیسحتکم اللہ بعذاب وقد خاب من افتری۔" (بحار جلد ۱۰ صـ ۱۹۷)

"اے قوم (یزید)! میں تمہارے انجام سے ڈر رہا ہوں۔ تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد والوں کا ہوا۔ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اے قوم! میں تمہارے لیے روز قیامت سے ڈر رہا ہوں۔ جس دن تم اپنی پشت پھرا کر بھاگ رہے ہو گے اور تم کو عذابِ خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ اے قوم! حسینؑ کو قتل نہ کرو ورنہ خدا تم پر عذاب نازل کر کے تم کو برباد کر دے گا اور جھوٹوں کا انجام ناکامی ہے۔"

سعیدؓ موّدتِ آلِ محمدؐ میں سرشار دشمن کی طرف سے آنے والے ہر تیر کو اپنی بڈھی پسلیوں پہ روکے جاتے تھے۔ سعیدؓ کی بڈھی پسلیاں تیروں سے ٹوٹ گئیں۔ ادھر امام علیہ السلام نے سلام پھیرا، ادھر سعیدؓ بے قابو ہو کر سیدالشہداءؑ کی گود میں آگرا اور نہایت دردانگیز آواز میں پوچھتا ہے "ھل وفیت یابن رسول اللہ"۔ (اے فرزندِ رسولؐ! میں نے جو عہد کیا تھا وہ پورا کر دیا ہے۔) امامؑ جواب میں فرماتے ہیں: "یا سعیدؓ! انت امامی فی الجنۃ" (اے سعیدؓ! انشاء اللہ جنت میں تو میرے آگے آگے چلیگا) سعیدؓ عرض کرتا ہے "مولاؑ! اگر یہ بات ہے تو میری ایک گزارش ہے کہ میرے بدن سے تیر نہ نکالنا کیونکہ میں تیروں سمیت تیرے ناناؐ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔" چند لمحوں بعد سعیدؓ کے بڈھے چہرہ پر موت کا پسینہ آگیا اور اسی موت کے پسینہ میں کہتا ہے "مولاؑ! کسی نے گود میں میرا سر لے لیا ہے، مجھے بڑا آرام مل رہا ہے۔" امامؑ نے فرمایا۔ سعیدؓ! سلام کرو! میرے نانا رسول اللہ تمہارا سر دبا رہے ہیں" سعیدؓ نے پوچھا "مولاؑ! کوئی میرے سینے پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔" امامؑ نے جواب دیا۔ "سعیدؓ! یہ میرے بابا حیدر کرارؑ ہیں۔" سعیدؓ نے عرض کی "مولاؑ! کوئی میرے بازو دبا رہا ہے۔"

امامؑ نے فرمایا۔ "سعیدؓ! یہ میرے بھائی حسنؑ مجتبیٰ ہیں"۔ چند لمحوں کے بعد سعیدؓ نے عرض کی۔ "فرزندِ رسولؐ! کوئی میرے پاؤں کے قریب بھی ہے"؟

امامؑ مظلوم نے فرمایا "سعیدؓ! اپنے پاؤں سمیٹ لو۔ تیرے استقبال کو میری اماں فاطمۃ الزھراؑ آئی ہیں۔"

سعیدؓ بڑھتی آنکھوں سے موت کے پسینہ میں رُخِ امام تکتا رہا۔ آخر موت کی ہچکی آتے ہی سعیدؓ کی زبان پہ یہ کلمات تھے۔

"خدایا! اپنے نبیؐ کو میرا سلام پہنچا اور خبر کر دے کہ میں نے ان کی ذرّیت کی نصرت اور حفاظت میں کوئی کمی نہیں کی"

بُریرؓ ابن خضیر الہمدانی

ابتدائی تعارف

حضرت بُریرؓ ابن خضیر ہمدانی کے ایک معمر تابعی تھے۔ آپ کو جناب امیر المومنینؑ اور حضورؐ امام حسنؑ مجتبیٰ کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ گفتگو میں فصاحت و بلاغت کی قدرت حاصل تھی۔ گویا آپ نہایت فصیح البیان اللسان تھے۔ آپ کا شمار کوفہ کے شرفاء میں تھا۔

آپ نہائیت بہادر، عابد اور بہترین قاری قرآن تھے۔ جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ مکہ میں حصول حج کے لئے تشریف لائے ہیں تو آپ نے کوفہ سے مکہ جاکر امام عالی کی ہمراہی اختیار کی تھی اور زندگی کی آخری سانس تک ذریت رسول کے ساتھ وابستہ رہے۔ شب عاشور پانی کی جدوجہد میں آپ نے جو کار نمایاں کئے ہیں۔ تاریخ اسلام انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

جذبہ جہاد

شب عاشور ۶۱ھ جب سید الشہداء نے اپنے جانثاروں کو بلا کر یہ فرمایا کہ "یہ فوج (لشکر یزیدؑ) جو مجھے گھیرے ہوئے ہے اُسے صرف میری ذات سے واسطہ ہے، تم سے کوئی عداوت نہیں، لہٰذا میں اپنی بیعت تمہارے اُوپر سے اُٹھائے لیتا ہوں اور تم میں سے جو جانا چاہے، اسے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔" امامؑ مظلوم کی یہ حجت سُن کر بُریرؓ ہمدانی کھڑے ہو گئے اور عرض کی "فرزند رسولؐ! ہمیں جانے کو کہتے ہو، ہم چلے جائیں گے، مگر اپنے دربار سے اچھا دربار بتاؤ جہاں ہم جا کر بیٹھ جائیں؟" اس کے بعد بُریرؓ ابن خضیر ہمدانی نے کہا۔ انفسنالک الفداء نقیك بايدينا و وجوهنا فاذا نحن قتلنا بين يديك نكون قد وفينا لوبنا وقضينا

مَا علینا" (لہوف صنہ)

"اے فرزندِ رسولؐ! ہماری جانیں آپ پر قربان۔ ہم اپنے ہاتھوں اور چہروں سے آپ کی حفاظت کریں گے اور جب ہم آپ کے سامنے شہید ہو جائیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم نے اپنے خدا کا وعدہ پورا کیا اور اپنے فرائض کو ادا کیا۔"

شہادت

یومِ عاشور کربلا کے تپتے ہوئے لق و دق صحرا میں اصحابِ حسینؑ کو جذبۂ شہادت بے چین کر رہا ہے۔ حبیبؓ ابن مظاہر، سعیدؓ ابن عبداللہ، حرؓ ابن یزید ریاحی اور زہیرؓ ابن قیس کی شہادت کے بعد اصحابِ حسینؑ میں جذبۂ جہاد زیادہ تیز ہو گیا اور شمعِ امامتؑ کے پروانے نواسۂ رسولؐ پر جاں نثاری کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے لگے کہ بریرؓ ابن خضیر ہمدانی خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی "فرزندِ رسولؐ! میں مرنا چاہتا ہوں۔" امامؑ نے نظر اٹھا کر چہرہ بریرؓ کو دیکھا اور فرمایا "بریرؓ! تو نے میرے بزرگوں کی آنکھیں دیکھی ہیں - آج میں کیا سن رہا ہوں؟" بریرؓ نے عرض کی "مولاؑ! مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔ کوثر پر میرے ساتھی میرا انتظار کر رہے ہیں۔"

امامِ مظلومؑ سے اذنِ جہاد لے کر بُریرؓ لشکرِ یزیدِ لعین کی طرف بڑھے اور دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ بُریرؓ نے بڑھاپے کے باوجود ایسی جنگ کی کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور وہ بوکھلا کر پیچھے بھاگنے لگے، مگر بُریرؓ ان کے تعاقب میں بڑھتے ہوئے دشمنانِ آلِ محمدؐ کے سر قلم کئے جا رہے تھے اور زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔

"یا قوم اتقوا اللہ فان ثقل محمدؐ اقد اصبح بین اظہرکم ھولاء ذریتہ و علرتہ وبناتہ وحرمہ فھاتوا ما عندکم وما الذی تریدون ان تصنعوہ بھم ؟ یا اھل الکوفۃ النیتم کتبکم وعھودکم التی اعطیتموھا واشھدتم اللہ علیھا یا ویلکم دعوتم اھل بیت نبیکم وزعمتم انکم تقتلون انفسکم دونھم حتی اذا اتوکم اسلمتموھم الی ابن زیاد ومنعتموہ عن ماء الفرات بئسما خلفتم نبیکم لا سقاکم اللہ یوم القیامۃ فبئس القوم انتم" (بحار جلد ۱۰ ص ۱۹۳)

"لوگو! خدا سے ڈرو۔ اگر تم سے کہا جائے کہ حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ تمہارے پس پشت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ ان کی ذریت، ان کی عترت، ان کی بیٹیاں اور ان کے اہلِ حرم ہیں تو بتاؤ! تمہارے پاس

کیا جواب ہے؟ تم اہلبیتؑ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟
کوفیو! تم پر تف ہے۔ کیا تم اپنے خطوط اور اپنے عہد و پیمان کو جو (تم نے فرزندِ رسولؐ سے) کیا تھا اور (اپنے عہد و پیمان پر) خدا کو گواہ بنایا تھا، وہ سب بھول گئے۔ تمہارا بُرا ہو تم نے اپنے نبیؐ کے اہلبیتؑ کو بلایا اور یہ گمان کیا کہ تم ان کی حفاظت میں اپنی جانوں کی بازی لگادو گے، لیکن جب وہ تمہارے پاس آگئے تو تم ان کو ابنِ زیادؑ کے حوالے کرنا چاہتے ہو اور ان پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ تم نے اپنے نبیؐ کی اہلبیتؑ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ خدا تم کو روزِ قیامت کبھی سیراب نہ کرے، کتنی بُری قوم ہو تم لوگ۔"

اس کے بعد بریرؓ نے آسمان کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھ کو تم سے زیادہ بصیرت والا بنایا۔ اے خدا! میں تیری بارگاہ میں اس قوم کے بُرے افعال سے برآت چاہتا ہوں۔

دورانِ جہاد میدانِ جنگ میں آپ کا مقابلہ یزیدؑ ابن معقل سے ہوا۔ بریرؓ نے اسے واصلِ جہنم کر دیا۔ اسی طرح آپ نے تیس دشمنانِ اہلبیتؑ کو فناہ کے گھاٹ اتار دیا۔ آخر میں رضیؑ بن منقذ عبدی سے مقابلے کے لیئے سامنے آیا۔ آپ نے اسے زمین پر گرا دیا او

اس کے سینے پر سوار ہو گئے کہ اچانک کعب لعین بن رزدی ملعون نے آپ کی پشت کی جانب سے آپ کو نیزہ مارا۔ آپ نے غصہ میں آ کر رضی ملعون جس کے سینہ پر سوار تھے۔ اس کی دانت سے ناک کاٹ لی اور آنکھیں پھوڑ دیں۔ پھر چاہا کہ پشت پہ لگا ہوا نیزہ نکال دیا جائے کہ کعب لعین ملعون اور بحیر لعین ابن اوس الضبی نے زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ زمین کربلا پر گرتے ہی آپ نے سید الشہداء کو آواز دی "مولا! میں گر گیا"۔ امام مظلوم لاشۂ بریر رض پر پہنچے اور سر گود میں لیا۔ بڑھے چہرے سے موت کا پسینہ ہٹایا۔ اور دردانگیز لہجہ میں فرمایا "

"ان بریراً من عباد اللّٰہ الصالحین"۔

"ہائے بریر رض! ہم سے جدا ہو گئے جو خدا کے بہترین بندوں میں سے ایک تھے"

جون رض ابنِ حوی

ابتدائی تعارف حضرت جون رض ابن حوی جلشی ابوذر رض غفاری کے غلام تھے۔ بعد میں جناب

امیر المومنینؑ کی خدمت میں آ گئے۔ آپ سیّد الشہداؑ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا تشریف لائے آپ لنگر امامؑ پر معمور تھے۔ آپ کا دل مودت آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ سانحہ کربلا کے وقت آپ کی عمر پچانوے ۹۵ برس کی تھی۔

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا بارگاہ حسینیؑ سے جامِ شہادت نوش کر رہا تھا۔ تو حضرت جونؓ بھی جھکی ہوئی کمر کے ساتھ سر جھکائے ہوئے خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "سیّدہؑ کے بیٹے! میں بھی آپ پر قربان ہونا چاہتا ہوں۔" امام نے سر سے پیر تک بڈھے غلام کو دیکھا اور بڑی شفقت سے فرمایا "جونؓ! تو میرے بزرگوں کی یادگار ہے۔ تو نے میرے بزرگوں کی آنکھیں دیکھی ہیں اب تو بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ مجھے پسند نہیں کہ میں تمہیں قتل ہوتے دیکھوں!!"

امامؑ کا یہ کہنا تھا کہ بڈھے حبشی نے امامؑ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور بھرائی آواز میں کہنے لگا۔

فرزندِ رسولؐ! مجھے معاف کر دو۔ میں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کے بات کہی ہے۔ کجا میں اور کجا تیرے اوپر قربان ہونا۔ حسینؑ! تجھ پر قربان ہونیوالا عباسؑ جیسا ہاشمی چاہیئے۔

علی اکبرؑ جیسا نونہال چاہیئے اور حبیبؓ جیسا بنی اسد چاہیئے۔ مگر چونکہ میں ایک حبشی غلام ہوں۔ میرا رنگ کالا ہے۔ میرے خون میں بدبو ہے۔ میرا نسب نامعلوم ہے لہذا مجھے یہ ہمت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ مولاؑ! مجھ سے گستاخی ہو گئی۔ یہ کہہ کر بڈھے غلام نے سر اٹھا کر رخِ امامؑ کی طرف دیکھا اور عرض کی" آرام کے وقت تو آپ کے دستر خوان کے پیالے چاٹتا رہا اور مصیبت میں چھوڑ کر جانے کو کہہ رہے ہو! مولاؑ میں کسی طرف نکل جاؤں گا۔ بھیڑیے درندے کھا جائیں گے۔"

جونؓ کی زبان سے ان فقروں کا نکلنا تھا کہ حسینؑ نے بڑھ کر جونؓ کا سر اپنے سینہ سے لگا لیا۔ پیشانی چومی اور فرمایا

"چچا جونؓ! تو بُرا منا گیا۔ تو مجھے عباسؑ کی طرح پیارا ہے۔ اکبرؑ کی طرح عزیز ہے۔ فکر نہ کر تو بھی شہید ہو گا اور تیرے لہو کی خوشبو سے قیامت تک زمین کربلا مہکتی رہے گی۔ تیرا چہرہ نورانی ہو جائیگا۔ تیرا حسب نسب شریف ہو جائیگا اور تیرا سیاہ خون ہمارے خون کیساتھ مخلوط ہو جائے گا۔"

امامؑ کے اس فرمان کے بعد جونؓ کا چہرہ شگفتہ ہو گیا۔ لبوں

پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ آنکھوں میں تمکنت آگئی۔ گویا پورا بدن شوقِ جہاد میں جھوم رہا ہے نہ کوئی اسلحہ پاس ہے اور نہ کوئی گھوڑا پاس ہے اسی طرح شوقِ جہاد میں جھومتا ہوا میدانِ جہاد میں جاکر کھڑا ہو گیا اور دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ سے بلند آواز میں مخاطب ہوا۔

"اے قومِ بے حیا! میں محمدؐ کے بیٹے کی حمائت کے لئے آیا ہوں"

ادھر سے جونؓ نے یہ فقرہ کہا ادھر سے پتھر برسے۔ تیر برسے، بڈھی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور جونؓ نیم بسمل کی طرح خاکِ کربلا پر گر پڑا اور گرتے ہی امامؑ مظلوم کو آواز دی "حسینؑ! میں گر گیا"۔ امامؑ لاشہ پر پہنچے، سر گود میں لیا اور رخسار پہ رخسارہ رکھدیا۔ جونؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو بڈھے ہونٹوں پہ ہنسی آگئی اور ہنس کے کہتا ہے۔

"حبیبؓ! ادھر آؤ دیکھو! آج تم بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس سے بڑھ کے اور سعادت مجھے کیا نصیب ہوسکتی ہے کہ محمدؐ کے بیٹے کا رخسارہ میرے رخسارہ پر ہے۔"

چند لمحوں بعد جونؓ کے بڈھے ماتھے پر موت کا پسینہ آگیا اور جونؓ بڈھے ہاتھوں میں امامؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے۔

هَل وَفیتُ یا ابن رسول الله"

اے فرزندِ رسولؐ! میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔

وہب رضؓ ابن عبداللہ الکلبیؓ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی وہبؓ ابن عبداللہ الکلبی تھا۔ آپ قبیلہ بنی کلب کے چشم و چراغ تھے۔ وہبؓ ابن عبداللہ اپنے دور کا نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ اور نوجوانی کے ساتھ ساتھ خوش کردار اور خوش اطوار بھی تھا۔ گویا خدا نے آپ کو صورت اور سیرت دونوں عطیات سے نوازا تھا۔ وہبؓ پہلے نصرانی تھا، بعد میں اپنی بیوی اور والدہ سمیت سید الشہداؑ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ گویا آپ کو صحابی سید الشہداؑ ہونے کا منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ نے جہاد کربلا میں مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار ہو کر جام شہادت حاصل کیا۔

شہادت

یوم عاشور میدان کربلا میں اصحابِ باوفا کے ساتھ سید الشہداؑ اور آپ کے عزیز و اقارب بھی موجود تھے لیکن دنیا کی کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ جب تک حسینؑ ابن علیؑ کا ایک صحابیؓ بھی زندہ رہا کوئی ایک تیر یا معمولی زخم کسی ایک ہاشمی جوان یا کسی بچہ تک پہنچا ہو۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ

اصحاب و انصار سید الشہداء ایک طرف راہِ خدا میں جہاد کر رہے تھے اور دوسری طرف اپنے برگزیدہ امامؑ اور اپنے آقازادوں کی حفاظت کر رہے تھے اور ایسی کامیاب حفاظت کہ انکی زندگی میں خاندانِ رسالتؐ اور خاندان ابیطالبؑ میں سے کسی ایک پر کوئی آنچ نہیں آنے پائی۔ گویا احساس ذمہ داری اور طاقتِ عزم ارادہ کی ایسی مثال دُنیا میں کسی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

وہبؓ ابن عبداللہ بھی کربلا میں سید الشہداءؑ کی فوج میں موجود ہیں۔ نوجوانی کا عالم ہے۔ نیا دلہا ہے اور کربلا کا پہلا شہید ہے۔ وہبؓ جذبۂ شوقِ جہاد کے تحت سید الشہداءؑ پر قربان ہونے کے لئے بیتاب دکھائی دے رہے ہیں۔ بیٹے کی کیفیت دیکھ کر ماں نے دل بڑھانے کے لئے وہبؓ سے کہا۔ "بیٹا! میں چاہتی ہوں کہ تم فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو کر روحِ رسولؐ کو خوش کرو۔" ماں کے یہ فقرے سنتے ہی وہبؓ سیدھا امامؑ کے حضور میں حاضر ہوا اور اذنِ جہاد پا کر رجز پڑھتے ہوئے دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑا اور دشمن کے پورے دستے کو واصلِ جہنم کر کے واپس اپنے خیمے میں آیا اور ماں سے کہنے لگا۔

"اماں! اب تو خوش ہے نا؟"

ماں نے جواب دیا۔ "وہبؓ! میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گی

جب تک فرزندِ رسولؐ کے سامنے تجھے خاک و خون میں
تڑپتا ہوا نہ دیکھوں ۔"

چنانچہ میدان کارزار میں دوبارہ جانے کے لئے جب آپ اپنی بیوی
سے رخصت ہونے لگے تو ماں نے یہ سمجھا کہ شاید بیوی کی باتوں میں آ
گیا ہے اور فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے میں تساہل سے کام لے رہا ہے۔
ماں پکاری۔" یابنی لا تقبل قولها"

"بیٹا! اپنی بیوی کی محبت میں نہ آجانا۔ خدارا! جلدی سے
رخصت ہو کر فرزندِ رسولؐ پر اپنی جان قربان کر دو۔"

وہبؓ جب خیمے سے باہر نکلا تو ماں نے دیکھا کہ بیوی اپنے شوہر کا دامن
پکڑے ہوئے یہ کہہ رہی ہے۔

"وہبؓ! خدا حافظ، شہادت مبارک ہو مگر ایک وعدہ کرو کہ
قیامت میں جب تو رسول اللہؐ کے سلام کو جائے گا تو
مجھے نہ بھولنا۔"

وہبؓ ابن عبداللہ میدانِ شہادت میں کود پڑا۔ لڑائی شروع ہو
گئی اور یزیدیوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آخر دوران جہاد وہبؓ
کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کی بیوی
جذبہ جہاد کے تحت ایک چوب خیمہ لے کر میدان کی طرف دوڑیں اور

اپنے شوہر کو پکار کر کہا۔ "خدا تیری مدد کرے، تو فرزندِ رسولؐ کیلئے جان دے رہا ہے اور سن! اس کیلئے میں بھی آمادہ ہوں"۔

روایت میں ہے کہ یہ منظر دیکھ کر وہبؓ نے دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑی اور دانتوں سے بیوی کا دامن پکڑ کر واپس خیمے میں لائے اور امامؑ عالی مقام سے عرض کی۔ "فرزندِ رسولؐ! اسے زینبؑ کی خدمت میں پہنچادو"۔ یہ کہہ کر وہبؓ دوبارہ میدانِ جہاد میں کود پڑے اور تھوڑی دیر بعد میدان کارزار میں لپٹی ہوئی ایک آواز سنائی دی۔

"مولاؑ! میں گر گیا، میری مدد کو پہنچو"

وہبؓ کے زمین پر گرتے ہی ان کی بیوی نے دوڑ کر ان کا سر اپنی آغوش میں اٹھالیا اور اپنے دوپٹے سے ان کے چہرے سے گرد و غبار اور سر و آنکھ سے خون صاف کرنے لگیں کہ اتنے میں شمر ملعون کے حکم سے اس کے غلام رستم لعین نے اس مومنہ کے سر پر گرزِ آہنی مارا اور یہ مومنہ پہلی عورت تھی جو لشکرِ سیدالشہداءؑ میں قتل کی گئی۔

جب آتش جنگ فرد ہوئی اور میدانِ کارزار گرد و غبار سے صاف ہوا تو وہبؓ خاک و خون میں لتھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ سیدالشہداءؑ وہبؓ کے سرہانے تشریف لائے۔ وہبؓ نے چہرۂ امامؑ کی زیارت کی اور فرمایا "اے فرزندِ رسولؐ! گواہ رہنا۔ میں نے اپنے خدا سے

کیا ہُوا عہد پُورا کر دیا اور اپنے فرض کو ادا کر دیا۔"

جابرؓ ابن عروۃ الغفاری

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی جابرؓ ابن عروۃ الغفاری تھا۔ آپ کو حضور رسالتؐ مآب کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ جب آپ کو علم ہُوا کہ حسینؑ ابن علیؑ سرزمینِ عراق میں تشریف لائے ہیں تو آپ بارگاہ سیّد الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے پاس رہے، سانحہ کربلا کے وقت آپ بہت ہی ضعیف تھے۔

شہادت

یوم عاشور جب لشکرِ یزیدؔ، ذریّت رسولؐ کو تباہ و برباد کرنے کیلئے شور و غوغہ مچا رہا تھا اور جانثارانِ اہلبیتؑ شمع امامتؑ پر قربان ہو رہے تھے، جابرؓ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کیا

"فرزندِ رسولؐ! مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔"

امامؑ عالی مقام نے جواب میں فرمایا۔ "چچا جابرؓ! تم بہت ضعیف ہو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری لاش صحرا میں تڑپتی رہے۔ جاؤ

کسی طرف نکل جاؤ اور زندگی کے باقی لمحات آرام سے گذار دو"

امامؑ مظلوم کا یہ کلام سن کر جابرؓ نے سر سے عمامہ اُتار کر اپنی کمر کو اور اپنی پلکوں کو مضبوطی سے اُٹھا کر باندھ لیا اور ایڑیوں پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا۔ "حسینؑ! اب دیکھو"۔

امامؑ کو جابرؓ کی اس ادا پر پیار آگیا۔ بڑھ کر بڈھے صحابی کو سینہ سے لگایا۔ ہاتھ چومے اور فرمایا۔

"چچا جابرؓ! جاؤ۔ شہادت مبارک ہو مگر یاد رکھو! میرے ناناؐ سے اتنا کہہ دینا کہ حسینؑ سلام کہتا تھا۔ میں بھی انشاءاللہ تمہارے پیچھے آرہا ہوں"۔

یہ کہہ کر حسینؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں فرمایا "وَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ اَصْحَاباً اَوْفٰی مِنْ اَصْحَابِیْ"۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اصحابؓ سے زیادہ باوفا دنیا میں کسی کے اصحابؓ نہیں دیکھے" امامؑ سے اذنِ جہاد ملتے ہی جابرؓ ابن عروۃ میدانِ شہادت میں کود پڑے اور "یا علیؑ مدد" کہہ کر دشمنانِ اہلبیتؑ پر حملہ آور ہوئے آپ لڑتے لڑتے دشمن کے بیچ میں گھس گئے۔ آپ کی تلوار سے دشمنانِ اہلبیتؑ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آپ نے اس جنگ میں ساٹھ دشمنانِ آلِ رسولؐ کو واصلِ جہنم کیا۔ بالآخر لشکرِ یزیدلعین نے اجتماعی

طور پر آپ پر حملہ کر دیا اور آپ ہر نیزہ اور ہر تلوار کو اپنے سینے، چہرے اور گردن پر روکتے رہے۔ آخر ایک ملعون نے پشت کیجانب سے آپ کو زہر آلود تلوار سے شہید کر دیا۔ اور آپ بارگاہِ سرورِ کونینؐ میں سرخرو ہو گئے۔

نافعؓ ابن ہلال الجملی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی نافعؓ ابن ہلال ابن نافع بن جمل بن سعد العشیرہ بن مدحج الجملی تھا۔ آپ نہایت شریف النفس اللسان تھے اور اپنی قوم کی سرداری اور ریاست کی مالکیت آپکی خاندانی وراثت تھی۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار، قاری قرآن اور راوی حدیث تھے۔ آپ کو امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا اور آپ امیر المومنین کے ساتھ ہر جنگ میں شریک رہے۔ آپ مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل ہی سید الشہداءؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور تا حیات آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب، بحکم سید الشہداؑ حضور قمر بنی ہاشمؑ نہر فرات پر تشریف لے گئے تو نافعؓ

ابن ہلال بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے اپنے تمام تیز زہر میں بجھائے ہوئے تھے۔ لشکرِ یزیدؑ کی طرف سے تیروں کی بارش جاری تھی۔ نافعؓ ابن ہلال دیوار آہنی کی طرح لشکرِ یزیدؑ کے تیروں کو اپنے سینہ پر روکتے رہے تاکہ قمر بنی ہاشمؑ تک کوئی تیر نہ پہنچنے پائے۔ جب نہر فرات پر عباسؑ ابن علیؑ کا قبضہ ہو گیا اور عمر سعدؑ گھبرا کر اپنے لشکر سے کہنے لگا

"اے قوم! غضب ہو گیا۔ اہلبیتؑ نے نہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا تمام لشکر مل کر عباسؑ پر دھاوا بول دو تاکہ پانی کا ایک قطرہ بھی حسینؑ کے بچوں تک نہ پہنچنے پائے۔"

عمر سعدؑ کا حکم ملتے ہی لشکرِ یزیدؑ نے آپ پر حملہ کر دیا۔ نافعؓ نے زہر آلود تیروں سے ۱۲ دشمنانِ آلِ محمدؐ کو واصلِ جہنم کیا۔ جب تیر ختم ہو گئے تو تلوار سے لڑنے لگے اور اپنے سینے، چہرے اور گردن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں سے زخم کھاتے ہوئے دشمن کی فوج میں ڈوب کر شمشیر زنی کرنے لگے۔ دورانِ جہاد آپ کے دونوں بازو ٹوٹ گئے اور آپ گرفتار ہو کر عمر ابن سعدؑ کے سامنے لائے گئے۔ آپ کا بدن جوشِ شہادت میں کانپ رہا تھا اور منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل رہے تھے۔

"بدکار قوم! تم نے ذرّیتِ رسولؐ کے ساتھ بہت بُرا سلوک

کیا ہے۔ خدا تمہیں ہرگز روزِ قیامت سیراب نہ کرے۔"

عمر لعین ابن سعد نے شمر ملعون کو حکم دیا کہ "نافعؓ کو قتل کر دیا جائے۔" چنانچہ شمر لعین ملعون نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ اور آپ جام شہادت نوش فرما کر سیدہ سلام اللہ علیہا کے حضور سرخرو ہو گئے۔

ہلالؓ ابن نافع البجلی

ابتدائی تعارف

حضرت ہلالؓ ابن نافع نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ کی پرورش جناب امیر المومنینؑ کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ آپ نے بچپن ہی میں تیر اندازی میں کافی مہارت حاصل کر لی تھی اور اپنے تیروں پر اکثر اپنا نام کندہ کروا لیا کرتے تھے۔ آپ نے چونکہ عمر کا کافی حصہ آلِ محمدؐ کی خدمت میں گذارا تھا۔ اس لئے جانثارانِ آلِ محمدؐ میں منفرد مقام کے حامل تھے۔ آپ کو جناب امیر المومنینؑ اور حضور امام حسنؑ مجتبیٰ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہر جنگ میں شریک رہے۔ امیر المومنینؑ اکثر آپ کی قابلیت کی بنا پر میدانِ جنگ میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ سانحۂ کربلا میں آپ حضور سید الشہداءؑ کے ہمراہ تھے اور یوم عاشور جام شہادت

نوش فرما کر بارگاہِ سرورِ کونینؐ سرخرو ہوئے۔

شب عاشور جب سید الشہداءؑ موقعہ جنگ دیکھنے کیلئے میدان جہاد میں تشریف لائے تو ہلالؓ نے آپ کی ہمراہی اختیار کی تھی۔ اور امامؑ نے موقعہ جنگ کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ بھی لیا تھا۔ فنونِ جنگ میں آپ کی مہارت کو مورخین نے یوں بیان کیا ہے کہ

"کان حازماً بصیراً بالسیاستہ"

آپ بہت ہی سمجھدار اور سیاست دان تھے

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ سیّد الشہداء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کیا۔ امامؑ کی طرف سے اذن پاکر ہلالؓ میدانِ جنگ میں پہنچے اور دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر شیر کی طرح ٹوٹ پڑے۔ آپ کے ترکش میں انسٹی تیر تھے جن سے ستر (۷۰) دشمنانِ آلِ محمدؐ کو واصل جہنم کیا۔ تیروں کے ختم ہو جانے کے بعد آپ نے نیام سے تلوار نکال کر زبردست حملہ کر دیا۔ آپ کی تلوار سے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آپ نے اس حملہ میں تیرہ ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ جب شمر ملعون نے آپ کی شجاعت کا یہ عالم دیکھا تو گھبرا کر سپاہیوں سے کہا۔ "بیوقوفو! تمہیں معلوم نہیں کہ تم کن بہادرانِ عرب سے

مقابلہ کر رہے ہو۔ اس طرح تو تم سب قتل ہو جاؤ گے۔ بہتری اسی میں ہے کہ چاروں اطراف سے حملہ کر دو۔"

چنانچہ دشمنانِ آلِ محمدؐ نے تیروں، نیزوں اور تلواروں سے چاروں اطراف سے ہلالؓ ابن نافع پر حملہ کر دیا۔ ہلالؓ اِس حملے میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے بازو شکستہ ہو گئے اور آپ زخموں سے چُور ہو کر زمین پر گر پڑے اور شمر ملعون نے زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔

عمرؓ ابن قرظہؓ الانصاری

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمرؓ ابن قرظہؓ بن کعب بن عمر بن عائذ بن زید مناۃ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الکوفی الخزرجی تھا۔ آپ کے والدِ بزرگوار قرظہؓ الانصاری کو صحابیٔ رسولؐ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ راوی الحدیث بھی تھے۔ رسالتؐ مآب کے بعد آپ امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنگِ جمل و صفین اور نہروان میں بہت کار نمایاں انجام دیئے

آپ کا شمار امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ جناب امیر المومنینؑ کے ساتھ آپ بھی کوفہ میں آکر مقیم ہو گئے۔ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ حکومت میں آپ کو فارس کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ آپ کی عزت و توقیر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کوفہ میں جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بعد آپ کا نوحہ پڑھا گیا۔
آپ کی اولاد میں سب سے مشہور جناب عمرؓ ابن قرظہؓ ہیں جنہوں نے اپنی تمام عمر سید الشہداءؑ کی خدمت میں گذار دی اور یوم عاشور درجۂ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

شہادت

عمرؓ ابن قرظہؓ کو جب معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ اہل و عیال کربلا میں دشمنوں کے نرغہ میں ہیں تو آپ بے چین و مضطرب ہو کر سید الشہداءؑ کی خدمت میں کربلا میں حاضر ہوئے اور تاحیات آپ کے ساتھ رہے۔ یوم عاشور میدانِ کربلا اصحابؓ حسینؑ کے لئے امتحان گاہ بنا ہوا تھا۔ اور دشمن کی طرف سے شور و غوغہ تھا۔ کہ حسینؑ کو قتل کردو اور خیام حسینی سے درود و سلام اور فرزندِ زہراؑ کے لیے دعائیں کی جا رہی تھیں۔ لشکرِ یزید غرور و تکبر کے نشہ میں جھومتا ہوا خیام حسینی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمرؓ ابن قرظہؓ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"فرزندِ رسولؐ! دشمن بڑھا چلا آرہا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی زبان کو قطع کردوں۔"

امامؑ سے اذنِ جہاد لیکر آپ میدانِ جنگ میں آئے اور رجز پڑھ کر دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے اور لشکرِ یزیدِ لعین بوکھلا کر پیچھے ہٹنے لگا۔ تو عمرؓ ابن قرظہؓ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے۔ ادھر لشکرِ یزیدِ لعین نے حسینؑ ابن علیؑ پر تیروں کی بارش شروع کردی اور عمرؓ ابن قرظہؓ امامؑ مظلوم کے آگے سینہ سپر ہو کر دشمن کے ہر تیر کو اپنے سینے، چہرے اور گردن پر روکتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ زخموں سے نڈھال ہو کر سیّدالشہداؑ کی گود میں آگرے۔ امامؑ مظلوم نے اپنی عبا سے عمرؓ کے بڈھے ماتھے سے پسینہ پونچھا اور عمرؓ ابن قرظہ رضؓ نے چہرۂ امامؑ کی زیارت کی اور مسکراتا ہوا۔ ذریتِ رسولؐ کی حفاظت کرتا ہوا موت کی آغوش میں چلا گیا۔

عمروؓ ابن عبداللہ الصیدادی

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت عمروؓ ابن عبداللہ بن کعب بن شرجیل بن سراجیل بن

عمر بن میثم بن حاشد بن جشم بن حیروان بن عوف بن ہمدان الصائدیؒ،
الصیدادی تھا۔ آپ کی کنیت ابو ثمامہ تھی۔ آپ کو امیر المومنینؑ کے
صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ نے جناب امیرؑ کے ساتھ تمام جنگوں
میں شرکت کی تھی۔ تلوار زنی اور تیر اندازی میں آپ کو قدرت حاصل
تھی، گھوڑ سواری میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد
سیّد الشہداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک
آپ کے ساتھ رہے

شہادت

یوم عاشور نمازِ ظہر کے وقت سعیدؓ ابن عبداللہ اور حبیبؓ ابن مظاہرؓ کے ساتھ آپ خدمتِ امامؑ
میں حاضر ہوئے اور عرض کی "فرزندِ رسولؐ! زندگی کی یہ آخری
نماز ہم آپ کی قیادت میں پڑھنا چاہتے ہیں۔" امامؑ نے یہ سن
کر دعا کی تھی کہ "خداوندِ عالم تم لوگوں کو جزائے خیر دے، تم نے
مصیبت و پریشانی کے عالم میں نماز کو یاد کیا ہے۔"

چنانچہ امامؑ مظلوم نے نماز پڑھائی اور اصحابؓ کبار نے زمینِ کربلا
پر سجدہ شکر ادا کیا۔ ناصرانِ دینِ الہٰی بارگاہِ عزّ وجل سر بسجود ہی تھے
کہ دشمنانِ خداؐ و رسولؐ و اہلبیتِ رسولؐ نے نمازیوں پر تیروں کی بارش

شروع کردی جس میں سعیدؓ ابن عبداللہ شہید ہو گئے۔ نماز کے بعد ابوثمامہؓ
نے امامؑ سے اذنِ جہاد لیکر دشمنانِ آلِ محمدؐ پر حملہ کر دیا اور بکمال دلیری
سے شمشیر زنی کرنے لگے اور کئی ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ بالآخر لشکرِ
یزیدؑ نے اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کر دیا اور آپ زخموں کی تاب نہ لاکر
زمینِ کربلا پر تڑپنے لگے اور آپ کے چچازاد بھائی قیسؑ ابن عبداللہ
الصائدِی نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ کا سر تن سے جدا کر دیا اور
اس طرح شمعِ امامتؑ کا یہ پروانہ بحضور سرورِ کونینؐ سرخرو ہوا۔

عابسؓ ابن شبیب الشاکری

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عابسؓ ابن شبیب بن شاکری بن ربیعہ بن مالک
بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن حشم بن حاشد ہمدانی شاکری تھا
آپ قبیلہ بنی شاکر کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نہائیت شریف النفس رئیس
اور متقی پرہیزگار، شب زندہ دار اور امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص ترین
شیعوں میں سے تھے۔ امیرالمومنینؑ کو آپ کے قبیلہ پر بڑا اعتماد تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ آپ نے معرکہ صفین میں فرمایا تھا کہ

"اگر قبیلہ بنی شاکر کے ایک ہزار افراد موجود ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب باقی ہی نہیں رہے گا۔"

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل آپ ان کا خط لے کر سیدالشہداءؑ کے پاس مکہ روانہ ہوگئے اور تا حیات امام مظلومؑ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ یوم عاشور ۶۱ھ میدان کربلا میں شمع امامتؑ پر نچھاور ہوگئے

شہادت

یوم عاشور جب جذبہ جہاد اور اشتیاق جنت اصحابؓ حسینی کو بے قرار کر رہا تھا اور ہر ایک کوشاں تھا کہ فرزندِ رسولؐ پر جان قربان کرنے میں سبقت کرے تو عابسؓ ابن شبیب خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد لے کر میدانِ جہاد کی طرف بڑھے اور دشمنانِ اہلبیتؑ کے لشکر میں ڈوب کر شمشیر زنی کرنے لگے۔ آپ کی تلوار سے دشمنانِ آلِ محمدؐ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ اور فوجِ یزیدؑ لو کھلا کر پیچھے ہٹنے لگی۔ آخر جب کسی میں آپ سے لڑنے کا دم نہ رہا تو عمرؑ ابن سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ عابسؓ پر اجتماعی طور پر پتھراؤ کیا جائے۔ چنانچہ تمام لشکر نے مل کر آپ پر پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے آپکی بڑھی پسلیاں لوٹ گئیں اور آپ "ہائے حسینؑ" کہتے ہوئے خاکِ کربلا پر گر پڑے اور شمر ملعون نے بڑھ کر آپ کا سرِ اقدس اپنی زہر آلود تلوار

سے کاٹ لیا اور آپ خاک و خون میں تڑپتے ہوئے بارگاہِ سیّدہ طاہرا سرخرو ہو گئے۔

مجمعؓ ابن عبداللہ العائذیؒ

ابتدائی تعارف

آپ کا پورا نام حضرت مجمعؓ ابن عبداللہ بن مجمع بن مالک بن ایاس بن عبد مناۃ بن عبید اللہ بن سعد العشیرہ المذحجی العائذی تھا۔ آپ قبیلہ زرحج کے ایک معزز فرد تھے۔ آپ نہایت شریف النفس اور زاہد و عابد تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کو صحابیؓ رسولؐ اور صحابیؓ امیر المومنینؑ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ گویا تمام مسلمانوں میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ آپ کا دل مودت اہلبیتؑ رسولؐ سے سرشار تھا۔ سانحۂ کربلا سے قبل آپ مکہ میں سیّد الشہداءؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور زندگی کی آخری سانس تک بارگاہِ حسینی سے وابستہ رہے۔ جب سیّد الشہداؑ نے کوفہ کے حالات دریافت فرمائے تھے تو مجمعؓ ہی نے عرض کی تھی۔

"فرزندِ رسولؐ! کوفہ کے جتنے رئیس و سردار ہیں۔ سب کو ابن زیادؑ نے ڈرا دھمکا کر اور دولت دیکر آپ کے خلاف کر دیا ہے لہذا سب آپ سے لڑنے کو تیار ہیں اور یہی حال غرباء کا بھی ہے۔ اگرچہ

ان کے دِل و دماغ حضورؑ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان کی تلواریں آپ کی حمایت میں نہیں ہیں۔"

مجمعؓ کی یہ گفتگو سن کر سید الشہداءؑ نے اپنے قاصد قیسؓ ابن مسہر کے متعلق پوچھا کہ "میں نے اہل کوفہ کے نام قیس کے ذریعہ خط ارسال کیا تھا۔" مجمعؓ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔

"مولاؑ! قیسؓ کو حصینؑ ابن نمیر نے گرفتار کر کے ابن زیادؑ کے سامنے پیش کر دیا تھا اور بعد میں شہید کر دیا گیا۔"

شہادت

یوم عاشور جب طبل جنگ بج رہا تھا تو عمرؑ ابن سعد نے لشکرِ یزیدؑ کو حکم دیا کہ تیر انداز اصحابؓ حسینؑ پر اچانک حملہ کر دیں تاکہ حسینی سپاہی منظم طریقہ سے مقابلہ نہ کر سکیں۔" چنانچہ پانچسو تیر اندازوں نے اصحابؓ حسینؑ پر حملہ کر دیا۔ جانثارانِ سید الشہداءؑ، امام مظلومؑ کے گرد حلقہ بنا کر دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کے تیروں کو اپنے سینوں، چہروں اور گردنوں پر روکتے رہے۔ تیروں کی اس بوچھاڑ میں پچاس ۵۰ جانثاران سید الشہداءؑ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ مجمعؓ ابن عبداللہ نے بھی اس جنگ مغلوبہ میں اپنے بیٹے عائزؓ ابن مجمعؓ کے ساتھ خاکِ کربلا پر جام شہادت نوش فرمایا۔

مالک رضؓ ابن عبداللہ الجابری

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت مالکؓ ابن عبداللہ بن سریع بن جابر الہمدانی الجابری تھا۔ آپ ہمدان کے قبیلہ بنی جابر کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ عبادت، شب بیداری اور تقویٰ میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کا دل مودت اہلبیتؑ رسولؐ میں سرشار تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنی تمام عمر اہلبیتِ رسولؐ کی خدمت و محبت میں گذار دی۔ یہی وجہ تھی کہ جذبۂ شوقِ شہادت کے تحت بارگاہِ سیدالشہداءؑ کربلا میں آگئے اور زندگی کے آخری سانس تک فرزندِ رسولؐ سے وابستہ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب میدان کارزار گرم تھا اور ہر جانثارِ سیدالشہداؑ جام شہادت پینے کے لئے بیتاب تھا مالکؓ ابن عبداللہ باچشم گریاں بارگاہِ سیدالشہداؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے "فرزندِ رسولؐ! مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔"
امامِ مظلومؑ نے جواب میں فرمایا "میرے بھائی! گریہ مت کرو عنقریب

تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائینگی۔

تھوڑی دیر بعد امامؑ سے اذنِ جہاد لیکر مالکؓ ابن عبداللہ میدانِ شہادت میں کود پڑے اور دشمنانِ آلِ محمدؐ کی فوجوں میں گھس گئے۔ آپ کی تلوار سے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آپ اسی طرح جہاد کرتے ہوئے دشمنوں کے بیچ میں چلے گئے مگر اچانک ایک ملعون نے آپ کے سرِ اقدس پر آہنی گرز مارا اور آپ گھوڑے سے لڑکھڑانے لگے تو امامؑ مظلوم کو باآوازِ بلند سلام کیا

"السلام علیک یا ابن رسول اللہ"

چند لمحوں بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے نیم بسمل کی طرح گھوڑے سے گرے اور گرتے ہی مولاؑ کو آواز دی۔ "فرزندِ رسولؐ! میں گر گیا"۔

میدانِ کارزار جب گرد و غبار سے صاف ہوا تو امامؑ مظلوم لاشہ پر پہنچے۔ سر گود میں لیا اور اپنی عباء سے چہرۂ مالکؓ سے خون و گرد صاف کی۔ مالکؓ نے رُخِ امامؑ کی زیارت کی اور مسکراتے ہوئے فرمایا

"ھَل وَفیت یا ابن رسول اللہ"۔ امامؑ جواب میں فرماتے ہیں "وَنحن خلفک"۔

"میرے وفادار بہادرو! تم ناناؐ کی خدمت میں چلو۔ میں تمہارے پیچھے بہت جلد آرہا ہوں"۔

یزیدؓ ابن زیاد الہدلی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت یزیدؓ ابن زیاد بن مہاجر الکندی الہدلی تھا۔ آپ کی کنیت ابوالشعثا تھی۔ آپ نہایت شریف النفس اور سردار قوم تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ آپ مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھے آپ کا شمار جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل کوفہ سے نکل کر بارگاہِ سیدالشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور درجہ شہادت پر فائز ہوئے

شہادت

یومِ عاشور جب میدانِ جہاد گرم تھا تو آپ کے دِل میں بھی جذبۂ شوقِ شہادت کروٹیں لینے لگا۔ آپ سامانِ جنگ سے آراستہ ہو کر بارگاہِ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد لیکر میدانِ جنگ کی طرف بڑھے اور نہایت بے جگری سے دشمنانِ آلِ محمدؐ کو قتل کرنے لگے۔ آپ کی تلوار سے لشکرِ یزیدلعؔ کے سر کٹ کر گرنے لگے۔ عمرلعؔ ابنِ سعد نے جب یہ منظر دیکھا

تو شمر لعین سے کہا کہ اس طرح اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ کوئی اور تدبیر اختیار کرو" چنانچہ ایک ملعون نے آپ کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے اور آپ زمین پر آ گر پڑے۔ آپ نے پیادہ ہو کر بھی دشمنوں کا جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ اس وقت آپ کے ترکش میں زہر آلود ننانوے تیر تھے۔ جن سے آپ نے دشمن پر حملہ شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں تجاوز سے دشمنان اہلبیتؑ رسولؐ واصل جہنم ہوئے۔ روایت میں ہے کہ آپ کے اس حملہ کو دیکھ کر سید الشہداءؑ اپنے خیمے کے دروازے پہ کھڑے ہو کر ہر تیر کے ساتھ دعائے کامیابی دیتے رہے۔ جب آپ کے سب تیر ختم ہو گئے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار سے دشمنان رسولؐ خدا پر شیر کی طرح حملہ آور ہوئے۔ آپ کی تلوار سے لشکر یزید لعین کے سر کچے شیشوں کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ آپ کی اس جنگی مہارت کو دیکھ کر عمر لعین ابن سعد نے اجتماعی حملے کا حکم دے دیا اور سب نے مل کر آپ پر تیروں، نیزوں اور تلواروں سے حملہ کر دیا۔ اور آپ اپنے چہرے، سینے اور گردن پر ہر حملے کو روکتے رہے بالآخر آپ زخموں سے چور ہو کر بھی شیر کی طرح دشمنوں پر حملے کرتے ہوئے بڑھتے جا رہے تھے کہ اچانک پشت کی جانب سے ایک ملعون نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ پر زور دار وار کیا جس سے آپ خاک کربلا پر تڑپنے لگے۔ جب

گردوغبار سے میدانِ کارزار صاف ہُوا تو سیّد الشہداءؑ لاشہ پر پہنچے سر گود میں لیا اور آپ نے رخِ امامؑ کی زیارت کی اور موت کی ہچکی میں مسکراتے ہوئے عرض کی۔ "فرزندِ رسولؐ! میں نے اپنا وعدہ پُورا کر دیا۔" امامؑ مظلوم نے جواب میں فرمایا۔

میرے بھائی! ہم اہلبیتِ رسولؐ تمہارے بہت شکر گذار ہیں"۔

حجاجؓ ابن مسروق المدحجی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت حجاجؓ ابن مسروق بن جعف بن سعد العشیرہ تھا آپ قبیلہ مدحج کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ نے جناب امیرالمومنینؑ کیساتھ جنگوں میں شرکت کی۔ آپ کا شمار کوفہ کے رؤسا میں تھا۔ آپ شیعیان حیدر کرارؑ میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کا دل مودت اہلبیتؑ رسولؐ میں سرشار تھا۔

حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کی شہادت سے قبل حسینؑ ابن علیؑ کی مکہ سے روانگی کے وقت حجاجؓ ابنِ مسروق کوفہ سے روانہ ہو کر منزل

قصرِ بنی مقاتل میں بارگاہ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کے آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا بارگاہِ حسینی سے جامِ شہادت نوش کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے میں سبقت کرے تو حجاجؒ ابنِ مسروق سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر سید الشہداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے

"فرزندِ رسولؐ! مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔"

امامؑ سے اذنِ جہاد لے کر آپ میدانِ شہادت میں کود پڑے۔ بسم اللہ پڑھ کر نیام سے تلوار نکالی اور "یا علیؑ مدد" کہہ کر دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر شیر کی طرح جھپٹ پڑے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ حجاجؒ کے حملے سے لشکرِ یزیدؒ میں بھگدڑ مچ گئی اور آپ دشمنانِ آلِ محمدؐ کو قتل کئے جا رہے تھے۔ اس حملہ میں آپ نے تقریباً ایک سو پچاس دشمنوں کو تہ تیغ کیا۔ آپ کی بہادری و شجاعت کو دیکھ کر عمرؒ ابن سعد گھبرا کر شمرؒ سے کہتا ہے۔

"شمرؒ: اگر ان بہادرانِ عرب کو بہت جلد ختم نہ کیا گیا تو یہ ہماری فوج کو قتل کر دیں گے۔" چنانچہ اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کیا گیا۔ آپ دشمن کے ہر حملے کا بچاؤ کرتے ہوئے آگے بڑھے

جا رہے تھے کہ ایک ملعون نے پشت کی جانب سے آپ پر زہر آلود تلوار سے وار کیا اور آپ "یا علیؑ مدد" کہتے ہوئے زمینِ کربلا پر گر پڑے اور گرتے ہی مولا کو آواز دی "مولاؑ! میں گر گیا"۔

میدانِ جہاد جب گرد و غبار سے صاف ہوا تو سید الشہداؑ حجاجؓ کے سرہانے پہنچے۔ حجاجؓ نے چہرہ امامؑ کی زیارت کی اور امامؑ کی گود میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

علیؓ ابن الحرؓ الریاحی

ابتدائی تعارف آپ حضرت حرؓ ابن الیزید الریاحی کے فرزندِ ارجمند تھے۔ باپ کی شہادت کے بعد آپ کے دل میں جذبۂ شوقِ شہادت پیدا ہوا اور امامؑ مظلوم کی مودت میں سرشار ہو کر اپنے گھوڑے کو پانی پلانے کے بہانے لشکرِ یزید کو چھوڑ کر بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے۔ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ آپ بالکل اپنے باپ کی طرح ہاتھ جوڑ کر، سر جھکائے بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ امامؑ مظلوم کے قدم بوس ہوئے اور عرض کی "فرزندِ رسولؐ! مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے"۔

سید الشہداؑ نے ابن حرؓ کو سینے سے لگایا اور فرمایا۔ "جاؤ بیٹا! خدا تمہیں اس کی جزاء دے گا۔"

شہادت

روایت میں ہے کہ امامؑ سے اذنِ جہاد لے کر علیؓ ابن الحرؓ سیدھے گنج شہداؑ میں گئے اور حرؓ شہید کے قدموں سے اپنی آنکھوں کو ملا اور درد بھری آواز میں باپ کے لاشہ کے قریب بیٹھ کر اتنا کہا۔ "بابا! مجھے معاف کرنا میں ذرا دیر میں پہنچا ہوں، انشاء اللہ تیرے خون کو سرخرو کر دوں گا۔" یہ کہہ کر علی ابن حرؓ رجز پڑھتے ہوئے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کی صفوں میں گھس گئے اور شیر کی طرح لشکرِ یزیدِ لعین پر حملہ آور ہوئے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر زمین پر گر رہے تھے آپ کی شجاعت و بہادری کو دیکھ کر فوج یزید لعین حیران رہ گئی۔ بالآخر لڑتے لڑتے آپ کا بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا اور آپ زمین کربلا پر گر پڑے۔ آپ نے گرتے ہی امامِ مظلومؑ کو پکارا "فرزندِ رسولؐ! میں گر گیا۔" تھوڑی دیر بعد سید الشہداؑ لاشہ پر پہنچے۔ ابن حرؓ نے چہرہ امامؑ کی زیارت کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امامِ مظلومؑ نے لاشہ اٹھا کر گنج شہداؑ میں لاشہ حرؓ کے پاس رکھ دیا۔

بشرؓ ابن عمرؓ الکندی

ابتدائی تعارف

حضرت بشرؓ ابن عمر الکندی کے والد کا نام گرامی عمرؓ ابن احدوث الحضری الکندی تھا۔ آپ قبیلہ کندہ کی یادگار تھے اور زہد و تقویٰ میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کا شمار امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ سرزمین کربلا میں تشریف لائے ہیں تو آپ اپنے فرزند محمدؓ نامی کے ہمراہ بارگاہ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب میدان شہادت گرم تھا اور جانثاران سید الشہداؑ ایک ایک کر کے شمع امامت پر قربان ہونا چاہتے تھے کہ اچانک بشرؓ کو اطلاع ملی کہ آپ کے ایک لڑکے عمرؓ نامی کو حکومت رے نے گرفتار کر لیا ہے۔ آپ نے جب یہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور کہا "خداوندا! میں اپنے لڑکے کو تجھ سے لوں گا۔" سید الشہداؑ نے جب یہ سنا تو فرمایا۔

اے بشرؓ! میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم جا کر اپنے

لڑکے کو رہا کرا دو" بشرؓ نے جواب دیا۔ "فرزندِ رسولؐ ! مجھے شیر اور بھیڑیئے کھا لیں اگر میں آپ کو ان دشمنوں میں چھوڑ کر چلا جاؤں"

تھوڑی دیر بعد لشکر یزیدؑ میں طبلِ جنگ بجا اور ٹڈی دل فوج نے حسینؑ ابن علیؑ کے لشکر پر زہر آلود تیروں سے حملہ کر دیا تیروں کی اس بارش میں تقریباً پچاس ۵۰ جانثاران اہلبیتؑ رسولؐ شہید ہوئے۔ بشرؓ ابن عمرؓ الکندی بھی اس جنگ میں جامِ شہادت پی چکے تھے۔ تاریخِ اسلام نے اس جنگ کو پہلی جنگِ مغلوبہ کا نام دیا ہے۔

عمارؓ ابن سلامۃ الدالانی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمارؓ ابن سلامۃ بن عبداللہ بن عمران بن راس بن دالان ابو سلامہ ہمدانی تھا۔ آپ قبیلہ بنی دلان کے چشم وچراغ تھے آپ کو رسالت مآبؐ اور امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا ہے آپ نے حضورؐ کے ساتھ جنگ جمل وصفین اور نہروان میں کار نمایاں

انجام دیئے تھے۔ آپ کے دل میں مودّت آلِ محمدؐ کی شمع روشن تھی جب آپ کو معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ اہل وعیال کربلا میں دشمنوں کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ بصرہ سے غیر معروف راستوں کے ذریعے کربلا میں تشریف لائے اور بارگاہِ سیدالشہداؑ میں حاضر ہوگئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ وابستہ رہے۔

شہادت

صبح عاشور جب ہر مرنے والا فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے کے لئے سبقت چاہتا تھا تو آپ نے اذنِ جہاد لیکر دشمنانِ اہلبیتؑ پر حملہ کر دیا اور کئی ملعونوں کو واصل جہنم کر کے بارگاہِ سیدالشہداءؑ درجہ شہادت پر فائز ہوئے

زاہرؓ ابن عمر الکندی

ابتدائی تعارف

حضرت زاہرؓ ابن عمر الکندی قبیلۂ کندی کی ایک عظیم یادگار تھے۔ آپ کا شمار شیعیانِ حیدرؑ کرار میں تھا۔ تاریخ عرب میں آپ ایک زبردست پہلوان اور تجربہ کار بہادر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ سانحۂ کربلا سے قبل آپ حصول حج کے لئے مکہ تشریف لائے تو سیّدالشہدا کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور امامؑ مظلوم کے ہمراہ سرزمین کربلا میں تشریف لائے اور یوم عاشور فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو گئے۔

شہادت یوم عاشور جانثاران امامؑ مظلوم اپنے سروں کو ہتھیلیوں پر رکھے ہوئے ذریت رسولؐ کی حفاظت میں دشمنانِ اہلبیتؑ کے سامنے سینہ سپر کھڑے تھے کہ اچانک لشکر یزیدؔ نے حسینؑ و اصحابِؓ حسینؑ پر زہر آلود تیروں سے حملہ کر دیا، مگر واہ رے اصحاب حسینی کا جذبۂ شوقِ شہادت کہ جو تیر بھی فرزندِ رسولؐ کی طرف آتا تھا اسے اپنے سینوں، چہروں اور گردنوں پر روکتے جا رہے تھے۔ کیا مجال جو کسی ہاشمی جوان تک کوئی تیر پہنچ دیا ہو۔ ایثار و قربانی کے اس امتحان میں حسینی سرکار کے تقریباً پچاس۵۰ سپاہی میدانِ کارزار میں جامِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان شہداء میں جناب نماہرؓ ابن الجندی بھی تھے جو خاکِ کربلا پر شہید ہو کر بارگاہِ سرورِ کونین سرخرو ہوئے۔

عبداللہؓ ابن یزید العبدی

ابتدائی تعارف حضرت عبداللہؓ ابن یزید العبدی اپنی قوم کے سردار اور محبان اہلبیتؑ رسولؐ میں

سے تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور عبادت شب بیداری میں مشہور تھے۔ آپ
کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ اپنے زمانے کے بہادر اور
مجاہد الّسان تھے۔ آپ کا دل مودت آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ آپ کا شمار
امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن
علیؑ حصول حج کے لئے مکہ میں تشریف لائے ہیں تو آپ غیر معروف راستوں
سے گذر کر امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تا حیات آپ
کے ساتھ رہے۔

شہادت

صبح عاشور عمر ابن سعد نے شمر ابن ذی الجوشن
سے کہا کر "لشکرِ حسینؑ پر اچانک تیروں
سے حملہ کردو۔ تاکہ وہ منظم طور پر ہم سے مقابلہ نہ کرسکیں"۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تقریباً پانچ سو تیر انداز زہر میں بجھے ہوئے ہزاروں
تیر لے کر اصحابِ حسینؑ پر حملہ آور ہوگئے۔ ادھر تمام جاں نثارانِ سید الشہدا
امامؑ مظلوم کے سامنے دیوار آہنی بن کر دشمن کی طرف سے ہر تیر کو اپنے
چہروں، سینوں اور گردنوں پر روکتے رہے۔ جب حملہ ختم ہوا تو تقریباً
پچاس جاں نثاران اہلبیتؑ رسولؐ جامِ شہادت پی چکے تھے۔ حضرت عبداللہؓ
ابن یزید بھی اس جنگ مغلوبہ میں شہید ہو کر بارگاہِ سیدہؑ طاہرا سرخرو
ہوئے۔

عبداللہؓ ابن عمیر الکلبیؒ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عبداللہ ابن عمیر بن عبد قیس بن علیم بن جناب الکلبی العلیمی تھا۔ آپ قبیلہ علیم کی ایک عظیم یادگار تھے۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا شمار امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ کو بچپن ہی سے بہادری اور پہلوانی کے کارناموں سے خاصی دلچسپی تھی۔ جناب امیر المومنینؑ نے جب کوفہ دارالحکومت بنایا تو آپ بھی کوفہ کے محلہ ہمدان میں آکر رہنے لگے۔

سانحۂ کربلا سے قبل آپ نے ایک دن مقام نخیلہ میں لشکر یزیدؑ کو جمع ہوتے دیکھ کر لوگوں سے پوچھا کہ "لشکر کیوں جمع ہو رہا ہے"؟ آپ کو بتایا گیا کہ "حسینؑ ابن علیؑ سے لڑنے کے لئے"۔ یہ سن کر عبداللہؓ بہت گھبرائے اور بیوی سے کہنے لگے "سنتی بھی ہو۔ عرصہ دراز سے مجھے تمنا تھی کہ کفار سے لڑکر جنت حاصل کروں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج موقعہ مل گیا"!

عبداللہؓ کی یہ گفتگو سن کر زوجہ نے فرمایا "عبداللہؓ! پھر تردد

کس بات کا ہے۔ اُٹھو اور فرزندِ زہرا پر جان نچھاور کرنے میں دیر نہ کرو۔" چنانچہ عبداللہ اور اس کی بیوی دونوں رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں سے ہوتے ہوئے سرزمینِ کربلا میں بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک امامؑ کے ساتھ وابستہ رہے۔

شہادت

صبح عاشور جب طبل جنگ بج رہا تھا۔ دشمنان اہلبیتؑ نے پانچسو تیر اندازوں کی مدد سے بے مزر حسینی قافلہ پر حملہ کر دیا جسے مورخین نے پہلی جنگ مغلوبہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس حملہ میں عبداللہ ابن عمر شدید زخمی ہو کر خاک کربلا پر تڑپنے لگے۔ جب عبداللہ کی بیوی نے شوہر کو خون میں لتھڑا ہوا دیکھا تو دوڑ کر میدانِ جہاد میں جا پہنچیں اور عبداللہ کے چہرے سے خاک و خون اپنے دوپٹہ سے صاف کرنے لگیں کہ شمر ملعون نے جب یہ دیکھا تو اپنے غلام رستم کو حکم دیا کہ "اس مومنہ کو شہید کر دیا جائے۔"

چنانچہ اس ملعون نے مومنہ کے سر پر گرزِ آہنی مار کر اسے شہید کر دیا۔ کربلا میں یہ دوسری خاتون ہے جسے میدانِ جنگ میں شہید کر دیا گیا۔

حجاج ابن بدر التمیمی السعدیؓ

ابتدائی تعارف حضرت حجاجؓ ابن بدر قبیلہ بنی سعد کے چشم و چراغ تھے جو بصرہ میں مقیم تھا۔ آپ عبادتِ خداوندی اور تقویٰ و زہد میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص شیعوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سانحہ کربلا سے چند دن قبل آپ بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور تا حیات آپ کے ساتھ رہے۔

روایت میں ہے کہ سید الشہداؑ نے رئیس بصرہ مسعودؓ ابن عمر کو ایک خط ارسال کیا جس میں دعوت نصرت تھی۔ مسعودؓ نے خط پاتے ہی بنی تمیم، بنی قنظلہ، بنی سعد اور بنی عامر کو جمع کر کے کہا۔

عزیزو! اگر معاویہ کا جادو چل گیا اور یزیدؑ کی حکومت مستقر ہو گئی تو اسلام بالکل ختم ہو جائے گا لہٰذا فرزندِ رسولؐ بلا رہے ہیں اور ان کی امداد ہمارا فریضہ ہے۔"

شہادت رئیس اجرہ مسعودؓ ابن عمر کی تقریر کے بعد سب نے حمایت کا یقین دلایا۔ چنانچہ رئیس اجرہ نے حجاجؓ ابنِ بدر کے ذریعے سید الشہداؑ کی خدمت میں وعدہ نصرت کا

پیغام بھیجا۔ آپ مسعودؓ کا خط لیکر امامؑ عالی مقام کی خدمت میں آئے ہی تھے کہ چند دن بعد سانحۂ کربلا شروع ہوگیا اور آپ جاںنثارانِ اہلبیت رسولؐ کے ساتھ صبح عاشورہ حملہ اولیٰ میں اپنے آپ کو فرزندِ زہراؑ پر قربان کر کے حیاتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

عمرؓ ابن خالد الصیدادی

ابتدائی تعارف

حضرت عمرؓ ابن خالد الصیدادی مقام صیدا کے رہنے والے تھے۔ آپ عبادتِ خداوندی اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ آپ کا شمار کوفہ کے شرفا میں تھا۔ آپ کو جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ آپ شہادت مسلمؑ بن عقیل کے بعد رات کی تاریکی میں غیر معروف راستوں سے گذر کر امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کربلا پہنچ کر فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو گئے۔

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہو کر اذنِ جہاد

طلب کر کے میدانِ کارزار میں گئے اور دشمنانِ آلِ محمدؐ پر ٹوٹ پڑے آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر لشکرِ یزیدِ لعین نے اجتماعی طور پر حملہ کر دیا اور آپ زمین کربلا پر عشقِ آلِ محمدؐ میں سرشار ہو کر بارگاہِ سرورِ کونین میں سرخرو ہوئے۔

جبلہؓ ابن علی الیشبانی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت جبلہؓ ابن علی الیشبانی تھا۔ آپ کا شمار کوفہ کے مشہور شرفا میں تھا۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ جناب مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد آپ رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں کے ذریعے خدمت امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک حضور کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب طبل جنگ بج رہا تھا اور ہر مرنے والا شمع امامتؑ پر قربان ہونے کیلئے بیتاب تھا۔ لشکر یزیدِ لعین کی طرف سے پانچسو تیر اندازوں نے اصحابِ حسینؑ پر حملہ

کردیا، مگر واہ رے جذبۂ شوقِ شہادت کہ حسینی سرکار کے سپاہیوں نے دشمن کی طرف سے آنے والے ہر تیر کو اپنے سینوں، چہروں اور گردنوں پر روک رکھا کیا مجال جو کسی ایک ہاشمی جوان یا بچّہ کو کوئی معمولی زخم بھی آنے دیا ہو۔ گویا اصحابِ حسینؑ ایک طرف راہِ خدا میں جہاد فرما رہے تھے اور دوسری طرف ذریتِ رسولؐ کی حفاظت میں سینہ سپر ہو کر جامِ شہادت پی رہے تھے۔ لشکرِ یزیدؑ کی طرف سے اس حملہ اولیٰ میں حضرت حنظلہؓ ابن علی الشبانی درجۂ شہادت پر فائز ہو کر سیّدہؑ کے بیٹے پر قربان ہو گئے۔

شوذبؓ ابن عبداللہ الہمدانی

ابتدائی تعارف

حضرت شوذبؓ ابن عبداللہ جناب عابسؓ شاکری کے غلام تھے۔ آپ کا دِل عشقِ آلِ رسولؐ میں سرشار تھا۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ امیر المومنینؑ کی احادیث کی بھی روائیت کیا کرتے تھے۔ آپ کو فنِ سپہ گیری میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت

جب حضرت عابسؓ شاکری جناب مسلمؑ بن عقیلؑ

کا خط لے کر کوفہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت شوذبؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ زندگی کی آخری سانس تک امام مظلومؑ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ یوم عاشور جب طبلِ جنگ بجنے لگا تو شوذبؓ کے دل میں مودت اہلبیتؑ نے جذبہ شوق شہادت پیدا کر دیا اور آپ دشمنانِ آل محمدؐ سے لڑتے ہوئے فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو گئے اور درجہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

حیانؓ ابن حادث السلمانی

ابتدائی تعارف

حضرت حیانؓ ابن حادث السلمانی کا شمار جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ نے آپ نے اپنی تمام زندگی محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت میں گذار دی۔ آپ اہلبیتِ رسولؐ کی خدمت کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا بارگاہِ سرورِ کونینؐ سرخرو ہو رہا تھا۔ آپ کے دل میں جذبہ جہاد پیدا ہوا اور مودّت آل محمدؐ میں سرشار ہو کر میدانِ کارزار میں کود پڑے۔ لشکر یزیدؑ کی طرف سے جنگ مغلوبہ میں سیدہؑ کے بیٹے پر قربان ہو کر بارگاہ رسالتؐ مآب سرخرو ہوئے۔

انیسؓ ابن معقل الاصبحی

ابتدائی تعارف حضرت انیسؓ ابن معقل نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار شیعانِ حیدرِ کرارؑ میں ہوتا تھا۔ آپ کو اہلبیتؑ رسولؐ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔

شہادت یوم عاشور جب طبل جنگ بج رہا تھا۔ آپ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد حاصل کر کے نہایت دلیری اور بہادری سے دشمنانِ آلِ محمدؐ پر لوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ دوران جہاد آپ نے دس ۱۰ ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر ایک ملعون نے زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ نصرتِ امامؑ میں سرشار درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

جندبؓ ابن حجیر الخولانی الکندی

ابتدائی تعارف حضرت جندبؓ ابن حجیر قبیلہ کندی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا شمار امیر المومنینؑ

کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار رؤسا کوفہ میں تھا۔ آپ کے دل میں عشقِ آلِ رسولؐ کی شمع روشن تھی

شہادت جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ کربلا میں لشکرِ یزید کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں سے گذر کر سید الشہداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوم عاشورہ امامؑ سے اذنِ جہاد لے کر میدانِ کارزار کی طرف بڑھے اور اپنی تلوار سے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے کئی ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ بالآخر ایک ملعون نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ شرفِ شہادت حاصل کر کے بارگاہِ رسالتؐ مآب سرخرو ہوئے اور حیاتِ ابدی کے مالک بنے۔

سلمانؓ ابن مضارب الانماری

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت سلمانؓ ابن مضارب بن قیس الانماری البجلی تھا۔ آپ نہایت شریف النفس اور متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت زہیرؓ ابن قین کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ فنونِ جنگ میں آپ کو کافی مہارت حاصل

تھی۔ آپ کو حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور حضور امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور امام حسینؑ ابن علیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ ۶۰ھ میں حصول حج کے لئے بمعہ اہل وعیال اپنے چچازاد بھائی زہیرؓ ابن قین کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لائے تو راستے میں سیدالشہداءؑ کے ساتھ شرفِ ملاقات ہوا اور زندگی کی آخری سانس تک امامؑ عالی مقام کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور بعد نمازِ ظہر جب جانثارانِ اہلبیتؑ شمعِ امامتؑ پر جانیں قربان کر رہے تھے حضرت سلمانؓ خدمت امامؑ مظلوم میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کر کے سیدھے میدانِ جنگ میں پہنچے اور دشمنانِ آلِ محمدؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کی جنگی مہارت دیکھ کر لشکر یزیدِ لعین عالم سکتہ میں رہ گیا۔ بالآخر آپ نے کئی ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ فوجوں کی پسپائی دیکھ کر عمر ابن سعد نے حکم دیا کہ "اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کر دیا جائے" چنانچہ سب نے مل کر آپ پر تیروں، نیزوں اور پتھروں سے حملہ شروع کر دیا اور آپ زخموں سے نڈھال ہو کر زمینِ کربلا پر آن گرے۔ شمرِ لعین ملعون نے بڑھ کر تلوار سے آپ کا سرِ اقدس تن سے جدا کر دیا اور آپ درجۂ شہادت پر فائز ہو کر بارگاہِ سرورِ کونین میں سرخرو ہوئے۔

نعیمؓ ابن العجلان الانصاری

ابتدائی تعارف حضرت نعیمؓ ابن العجلان قبیلہ خزرج کی ایک عظیم یادگار تھے۔ آپ نہایت شریف النفس اور عبادت گذار انسان تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں بے مثل تھے۔ آپ کو حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ جناب امیرالمومنینؑ کے ساتھ آپ نے معرکہ صفین و نہروان میں شجاعت کے کارنامے سرانجام دیئے۔ تاریخ عرب میں آپ کی شجاعت کی داستانیں موجود ہیں۔ گویا شجاعت آپ کے گھر کی لونڈی تھی۔ جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ اہل و عیال سرزمین عراق میں تشریف لائے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں غیر معروف راستوں سے گذر کر امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تاحیات حضور کے ساتھ رہے۔

شہادت یوم عاشور جب طبل جنگ بج رہا تھا اور ٹڈی دل فوج لشکرِ حسینؑ پر زہر آلود تیروں سے حملہ کر رہی تھی جسے مورخین نے پہلی جنگ مغلوبہ کے نام سے تعبیر کیا ہے

اس جنگ میں سید الشہداؑ کے دوسرے جانثاروں کے ساتھ حضرت نعیم رضؓ ابن العجلان نے جام شہادت نوش کیا۔ اور بحضور سرور کائنات سُرخرو ہوئے۔

یحیٰ رضؓ ابن سلیم المازنی

ابتدائی تعارف

حضرت یحیٰ رضؓ ابن سلیم نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار شیعان حیدر کرارؑ میں تھا۔ آپ متقی و پرہیزگار اور شب زندہ دار تھے۔ آپ کا دل مودتِ آل محمدؐ میں سرشار تھا۔ جب آپ کو علم ہوا کہ سیّد الشہداؑ سرزمین عراق میں تشریف لائے ہیں۔ تو آپ امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا شمع امامت پر نثار ہو رہا تھا۔ آپ بارگاہِ سیّد الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور امامؑ عالی مقام سے اذنِ جہاد لے کر دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ نے دورانِ جہاد بے شمار ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر عمر لعنہ ابن سعد نے آپ پر اجتماعی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو بہت سے ملعونوں نے مل کر شہید کر دیا اور آپ بحضور سرورِ کونینؐ سرخرو ہوئے

سوارؓ ابن ابی عمیر الہمدانی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت سوارؓ ابن منعم جابس ابن ابی عمیر ابن ہنم الہمدانی النہمی تھا۔ آپ نہایت شریف النفس اور زاہد و متقی انسان تھے۔ آپ کا شمار ہمدان کے شرفاء میں تھا۔

شہادت

جب آپ کو معلوم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ سرزمین عراق میں لشکرِ یزیدِ لعین کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں غیر معروف راستوں سے گزر کر کربلا میں حسینؑ ابن علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یوم عاشور حملہ اولیٰ میں جام شہادت نوش فرما کر بحضور سیدہ طاہرا سلام اللہ علیہا سرخرو ہوئے۔

لے :- ایک روائیت میں ہے کہ جب آپ دوران جہاد زخمی ہو کر گرے تو آپ کو عمر ابن سعد نے گرفتار کر لیا اور کچھ عرصہ بعد آپ کو بڑی اذیت سے شہید کر دیا گیا۔

قرہؓ ابن ابی قرۃ الغفاری

ابتدائی تعارف

حضرت قرہؓ نہائیت شریف النفس انسان

تھے۔ آپ کو شیعانِ حیدرِ کرارؑ میں نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ آپ فنونِ جنگ میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ آپ زاہد و متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔

شہادت

جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ بے یار و مددگار سرزمین عراق میں فوج یزیدؑ کے ہاتھوں گھرے ہوئے ہیں تو آپ کے دل میں جذبۂ جہاد پیدا ہوا اور آپ بارگاہِ سیدالشہداؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور ۶۱ھ امامؑ عالی مقام سے اذنِ جہاد لے کر دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے بالآخر لشکر یزیدؑ نے اجتماعی طور پر آپ کو شہید کر دیا اور آپ حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہوئے

عمروؓ ابن عبداللہ الجندعی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمرو ابن عبداللہ الہمدانی الجندعی تھا۔ آپ نہائیت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار شیعانِ حیدرِ کرارؑ میں تھا۔ آپ کو اہلبیتؑ رسولؐ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ گویا آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ

اہل وعیال عورتوں اور عزیزوں کے سرزمینِ کربلا میں لشکرِ یزیدؑ کے نرغہ میں آچکے ہیں تو آپ امام عالی مقامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

جب یومِ عاشور شمعِ امامتؑ پر قربان ہونیوالا ہر پروانہ بارگاہِ سرورِ کونینؐ سرخرو ہو رہا تھا۔

تو آپ فرزندِ رسولؐ سے اذنِ جہاد لے کر میدانِ شہادت میں تشریف لائے اور کئی دشمنوں کو واصلِ جہنم کر کے بارگاہِ سرورِ کائناتؐ سرخرو ہوئے آپ کی شہادت کی دلیل حضور امام زمانِ عجل اللہ تعالیٰ کے اس دردانگیز سلام میں ملتی ہے جو حضورؑ نے زیارتِ ناحیہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

ابوعمرو النہشلیؓ

ابتدائی تعارف

حضرت ابو عمرؓ نہایت متقی پرہیزگار بندۂ خدا تھے۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے زندگی کی آخری سانس تک ذریتِ رسولؐ کی خدمت کی۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا اور ہر مرنے والا شمع امامت پر نثار ہو رہا تھا تو آپ کے دل میں جذبۂ شوق شہادت پیدا ہوا اور آپ امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کی۔ امامؑ مظلوم نے اجازت دے دی اور آپ نے شیر کی طرح دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی تلوار سے ملعونوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر آپ کو دشمنوں نے چاروں اطراف سے گھیر لیا۔ اور آپ پر تیروں اور نیزوں اور تلواروں سے حملے کرنے شروع کر دیئے مگر آپ زخموں سے نڈھال ہو کر بھی دشمنانِ آلِ محمدؐ کے سر کاٹ رہے تھے۔ بالآخر ایک ملعون نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ بارگاہِ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا سُرخرو ہو کر حیاتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

عمرانؓ ابن کعب الاشجعی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمرانؓ ابن کعب بن حارث اشجعی تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں بے مثل

تھے۔ آپ کو شجاعت و بہادری اور فنون جنگ میں منفرد مقام حاصل تھا جب آپ کو معلوم ہوا کہ فرزند رسولؐ سرزمین عراق میں تشریف لائے ہیں اور دشمنوں کے گھیرے میں ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں سے گذر کر خدمت امام عالی مقامؑ میں حاضر ہوئے اور تاحیات آپ کے ساتھ رہے۔

شہادت

یوم عاشور لشکر یزید لعین کی طرف سے تیروں کا جو پہلا حملہ ہوا تھا۔ اس میں دوسرے جانثاران کے ساتھ آپ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا اور بحضور سرور کونینؐ سرخرو ہو کر حیات جاوید کے مالک بن گئے

عمرؓ ابن مطاع الجعفی

ابتدائی تعارف

حضرت عمرؓ ابن مطاع کا شمار شیعان حیدر کرارؑ میں تھا۔ آپ کے دل میں مودت اہلبیتؑ رسولؐ کی شمع روشن تھی۔ آپ کو زہد و تقویٰ اور عبادت خداوندی میں شہرت حاصل تھی۔ آپ نے اپنی تمام عمر عشق آل رسولؐ میں گذار دی۔

شہادت یوم عاشور جب ہر مرنے والا اپنے سروں پہ کفن باندھ کر میدانِ کارزار میں کود رہا تھا تو آپ کے دل میں بھی جذبۂ شوقِ جہاد پیدا ہوا اور آپ نے امامؑ عالیمقام سے اذنِ جہاد حاصل کر کے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آپ نے کئی ملعونوں کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد زمین کربلا پر جام شہادت نوش فرمایا۔

سیفؓ ابن مالک العبدی

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت سیفؓ ابن مالک العبدی النمیری البصری تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں مشہور تھے آپ کو شعیانِ حیدرِ کرارؑ میں خاص اہمیت حاصل تھی۔ آپ کا دل مودّتِ آل محمدؐ میں سرشار تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر اہلبیتِؑ رسولؐ کی خدمت میں گذار دی۔

شہادت جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ حصولِ حج کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں تو

آپ بارگاہِ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور تمام عمر آپ کے ساتھ رہے۔ یومِ عاشور جب جانثارانِ سیّدالشہداؑ بارگاہِ خداوندی میں قربانیاں پیش کر رہے تھے تو آپ نے بھی خدمتِ امامؑ میں حاضر ہو کر اذنِ جہاد طلب کیا اور میدانِ کارزار میں شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھا کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

عبدالرحمٰن ابن عروۃ الغفاری (رض)

ابتدائی تعارف

حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عروۃ کوفہ کے شرفاء میں سے تھے۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت بہادر اور شجاع تھے۔ آپ کے دادا حضرت احراقؓ صحابیٔ امیرالمومنینؑ تھے جنہوں نے جنگِ جمل، صفین اور نہروان میں کارِ نمایاں کئے تھے۔

شہادت

جب آپ کو علم ہوا کہ امامؑ عالی مقام سرزمینِ عراق میں تشریف لا چکے ہیں تو آپ خدمتِ امام میں حاضر ہوئے اور تاحیات آپ کے ساتھ رہے۔

صبح عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا، آپ بھی جذبۂ شوقِ شہادت

کے ہاتھوں مجبور ہو کر خدمتِ سیّد الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کر کے دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے بہت سے ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ بالآخر زخموں سے نڈھال ہو کر زمینِ کربلا پر گر پڑے اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

جنادہؓ ابن الحرث السلمانی

ابتدائی تعارف حضرت جنادہؓ ابن الحرث السلمانی نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ کو امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کے دل میں عشقِ اہلبیتِؑ رسولؐ اور مودتِ آلِ محمدؐ کی انتہا تھی۔

شہادت حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کی شہادت کے بعد حضرت جنادہؓ ابن الحرث رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں سے گذر کر کوفہ سے بارگاہِ سیّد الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے اور یومِ عاشورہ ۶۱ھ کربلا میں جب ہر مرنے والا، فرزندِ رسولؐ پر اپنی جان قربان

کرنے میں سبقت چاہتا تھا۔ آپ بارگاہ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کر کے میدان کارزار میں گئے اور کئی ملعونوں کو واصل جہنم کر کے درجۂ شہادت پر فائز ہو کر بارگاہ سرورِ کونینؐ میں سرخرو ہوئے

حرثؓ ابن امرو القیس الکندی

ابتدائی تعارف

حضرت حرثؓ ابن امرو القیس الکندی کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان اور بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ فنونِ جنگ میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ نے اکثر اسلامی جنگوں میں کار نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ آپ کا دل عشقِ آلِ رسولؐ میں سرشار تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی اہلبیتؑ رسولؐ کی خدمت میں گذار دی۔

شہادت

سانحۂ کربلا کے وقت آپ لشکر یزید کیساتھ کربلا آئے تھے۔ لیکن جب شب عاشور آپ کو یقین ہو گیا کہ فرزند رسولؐ کا قتل یقینی ہے اور یہ جنگ ٹل نہیں سکتی تو آپ کے دل میں شوق جذبۂ جہاد پیدا ہوا۔ آپ نے پریشانی و بے چینی کے عالم میں سوچا کہ قتلِ حسینؑ

بہت بڑا سنگین جرم ہے جو قابلِ معافی نہیں ہوگا۔ چنانچہ شبِ عاشور لشکر عمرِ سعد ابن سعد کو خیر باد کہہ کر بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور یومِ عاشور امام مظلومؑ سے اذنِ جہاد لے کر میدانِ کارزار میں تشریف لائے اور جامِ شہادت نوش فرما کر بحضورِ سرورِ کونینؐ سرخرو ہوئے۔

عامرؓ ابن مسلم العبدی

ابتدائی تعارف حضرت عامرؓ ابن مسلم عبدی المطری کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا ہے۔ آپ بصرہ کے شرفاء میں سے تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور عبادتِ خداوندی میں منفرد حیثیت کے حامل تھے جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ حصولِ حج کے لئے مکّہ معظمہ تشریف لائے ہیں تو آپ مودّتِ آلِ رسولؐ میں سرشار ہو کر اپنے غلام حضرت سالمؓ کے ہمراہ بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور یومِ عاشور سنہ ۶۱ھ میدانِ کربلا میں درجۂ شہادت سے فائز یاب ہوئے

شہادت صبحِ عاشور جب میدانِ کربلا امتحان گاہ بن چکا تھا تو حضرت عامرؓ ابن مسلم اپنے غلام

حضرت سالمؓ کے ہمراہ خدمتِ امامؑ مظلوم میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد طلب کر کے دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے کئی ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ آپ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر لشکرِ یزید عالم سکتہ میں پڑ گیا۔ بالآخر اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کیا گیا۔ آپ زخموں سے نڈھال ہو کر زمین کربلا پر گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ حیاتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

سالمؓ غلام عامرؓ ابن مسلم العبدی

ابتدائی تعارف

حضرت سالمؓ کا شمار شیعانِ حیدر کرارؑ میں تھا آپ حضرت عامرؓ ابن مسلم کے غلام تھے۔ آپ کو شمشیر زنی اور تیر اندازی میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ کا دل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔

شہادت

آپ حضرت عامرؓ ابن مسلم کے ہمراہ مکہ میں امامؑ مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یوم عاشور جب ہر مرنے والا فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے میں سبقت چاہتا تھا۔ تو آپ بھی اپنے مالک حضرت عامرؓ ابن مسلم کی معیت میں خدمتِ سید الشہداءؑ

میں حاضر ہوئے اور امامؑ عالی مقام سے اذنِ جہاد طلب کر کے فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو گئے۔

حنظلہؓ ابن عمر الشیبانی

ابتدائی تعارف

حضرت حنظلہؓ ابن عمر الشیبانی کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کو امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت میں گذار دی۔ آپ نہایت شریف النفس اور زاہد و متقی و پرہیزگار انسان تھے آپ کو سیدالشہداءؑ سے بہت ہی عقیدت تھی۔

شہادت

یوم عاشور جب لشکر یزید لعین نے اصحاب حسینؑ و حسینؑ پر تیروں کی بارش شروع کر دی جسے مورخین نے پہلی جنگ مغلوبہ کے نام سے تعبیر کیا ہے تو حضرت حنظلہؓ ابن عمرؓ دشمنان اہلبیتِؑ رسولؐ کے ہر تیر کو اپنے سینے، چہرے اور گردن پر روکتے رہے اور ذریتِ رسولؐ کی حفاظت میں بحضور سرورِ کونینؐ سرخرو ہو کر جام شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

ضرغامہ ابن مالک التغلبیؓ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت اسحاق ابن مالکؓ التغلبی تھا۔ اور لقب ضرغامہ تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مالکؓ ابن صحابی حضرت امیر المومنینؑ تھے۔ آپ بہت بڑے بہادر، شجاع اور دلیر انسان اور عاشق آلِ رسولؐ تھے۔ گویا ذرّیت رسولؐ پر قربان ہونے کی سعادت آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔

شہادت

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ سرزمین کربلا میں تشریف لائے ہیں اور لشکرِ یزیدِ لعین کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ بارگاہِ سیّد الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوئے اور امامؑ عالی مقام سے اذنِ جہاد لے کر دشمنانِ آلِ رسولؐ پر لوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر پانچسو سواروں کو واصل جہنم کر کے بارگاہِ سرورِ کونینؐ میں سرخرو ہوئے۔

قاسط ابن زہیر التغلبیؓ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت قاسطؓ ابن زہیر ابن حرث تغلبی تھا۔ آپ کا شمار امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کو امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر اہلبیتِ رسولؐ کی خدمت میں گذار دی۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ امیر المومنینؑ کے ساتھ ہر جنگ میں شریک رہے۔ آپ کا دل مودت آلِ رسولؐ میں سرشار تھا۔

شہادت

جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ اہل و عیال سرزمین کربلا میں لشکرِ یزیدِ لعین کے زغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں چھپ کر کوفہ سے روانہ ہوئے اور کربلا میں بارگاہِ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے۔ صبح عاشور جب لشکرِ یزیدِ لعین نے پہلی جنگِ مغلوبہ میں اہلبیتِ رسولؐ و اصحابِ اہلبیتؑ پر زہر آلود تیروں سے حملہ کر دیا تو جانثارانِ اہلبیتِ رسولؐ، امامِ مظلوم اور آپ کے عزیز و اقارب کے ارد گرد کھڑے ہو کر دشمن کی طرف سے آنیوالے ہر تیر کو اپنے سینے، چہرے اور گردنوں پر روکتے جا رہے تھے۔ مگر واہ رے

اصحابِ حسینی! تم نے اپنی زندگی میں ذرّیتِ رسولؐ کی حفاظت فرمائی۔ کیا مجال جو کسی ہاشمی جوان کو کوئی معمولی زخم پہنچا ہو۔ بالآخر جب میدانِ کارزار گرد و غبار سے صاف ہوا تو بجاپنؓ جانثارانِ اہلبیتِ رسولؐ زمینِ کربلا پر شہید ہو چکے تھے۔ حضرتِ قاسطؓ ابن زہیر اس جنگِ مغلوبہ میں بارگاہِ سیدالشہداءؑ میں سرخرو ہوئے۔

کنانہؓ ابن عتیق التغلبی

ابتدائی تعارف

حضرت کنانہؓ ابن عتیق نہائیت شریف النسان تھے۔ آپ کوفہ کے شرفاء میں سے تھے۔ آپ کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ نہائیت عابد، متقی اور عبادتِ خداوندی میں مشہور تھے۔ آپ کو آلِ رسولؐ سے عشق تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی آلِ محمدؐ کی محبت و خدمت میں گذار دی۔ آپ چونکہ بچپن ہی سے فنِ پہلوانی میں مہارت رکھتے تھے اس لئے فطرتی طور پر آپ کے مزاج میں نبرد آزمائی کا جذبہ موجود تھا۔ آپ کو فنونِ جنگ و حرب میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت

جب آپ کو علم ہوا کہ امامؑ عالی مقام حسینؑ ابن

علیؑ ابن ابیطالبؑ بمعہ اہل و عیال سرزمین کربلا میں لشکر یزید کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں غیر معروف راستوں سے گذر کر کوفہ سے کربلا پہنچے اور بارگاہِ سیدالشہداءؑ میں حاضر ہوئے۔ صبح عاشور جب دشمنانِ آلِ رسولؐ نے اہلبیتؑ رسولؐ پر زہر آلود تیروں سے حملہ کر دیا تو حضرت کنانہؓ ابن عتیق بھی دوسرے شہدا کی طرح ذریت رسولؐ کی حفاظت کرتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

کردوسؓ ابن زہیر التغلبی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسمِ گرامی حضرت کردوسؓ ابن زہیر التغلبی تھا۔ آپ حضرت قاسطؓ ابن زہیر التغلبی کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کو جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ کا دلِ مودتِ آلِ رسولؐ میں سرشار تھا۔ آپ نہایت شریف النفس اور زاہد و متقی انسان تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت

جب آپ کو علم ہوا کہ فرزند رسولؐ سرزمین کربلا میں

تشریف لائے ہیں اور دشمنوں کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ اپنے بھائی حضرت قاسطؓ ابن زہیر کے ہمراہ غیر معروف راستوں سے گذر کر بارگاہِ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور جنگِ مغلوبہ میں فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو کر سیدہ طاہرہ السلام اللہ علیہا کے حضور سرخرو ہوئے۔

عبدالرحمٰنؓ ابن عبداللہ الارحبی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عبداللہ الکدن بن ارحب بن دعام بن مالک ابن معاویہ بن صعب بن رومان بن بلیر الہمدانی الارحبی تھا۔ آپ قبیلہ بنی ہمدان کی شاخ بنی ارحب کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا شمار حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ مشہور تابع اور فنون جنگ و حرب میں کافی مہارت رکھتے تھے۔

شہادت

سید الشہداءؑ حسینؑ ابن علیؑ نے آپ کو چچا زاد بھائی حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ حضرت مسلمؑ کو کوفہ میں پہنچا کر آپ دوبارہ مکہ معظمہ میں بارگاہِ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو کر

بارگاہِ سرورِ کونین میں سرخرو ہوکر حیاتِ ابدی کے مالک بنے۔

زیادؓ ابن غریبؓ الصائدی

ابتدائی تعارف

آپ کا پورا اسمِ گرامی حضرت زیادؓ ابن غریب ابن حنظلہ بن دارم بن عبداللہ بن کعب بن سرجیل بن عمر بن جشم بن حہ شد بن جشم بن خیروان بن عوف بن ہمدان تھا۔ آپ کی کنیت ابو عمرہ تھی۔ آپ کے والد ماجد حضرت غریبؓ صحابیٔ رسولؐ تھے۔ آپ کا شمار حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ چہرہ رسولؐ کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے تھے۔ آپ نہائیت شریف النفس اور متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ آپ کا دِل مودتِ اہلبیتِ رسولؐ میں سرشار تھا۔

شہادت

جب آپ کو معلوم ہُوا کہ فرزندِ رسولؐ معہ اہلِ عیال سرزمینِ کربلا میں تشریف لائے ہیں تو آپ نصرتِ امام کے لئے کربلا میں پہنچے اور یومِ عاشور جب ہر مرنے والا فرزندِ زہراؑ پر قربان ہونے میں سبقت چاہتا تھا۔ تو آپ خدمتِ امامِ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد حاصل کرکے دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔

آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر گھمسان کی لڑائی کے بعد عامرؔ ابن نہشل ملعون نے اپنی زہر آلود تلوار سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ بارگاہِ سرورِ کونینؐ میں سرخرو ہو گئے۔

مسعودؓ ابن حجاج التیمی

ابتدائی تعارف حضرت مسعودؓ ابن حجاج التیمی کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا ہے۔ آپ نہایت شریف النفس اور زاہد و عابد انسان تھے۔ آپ کو فنون جنگ و حرب میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت جب حضرت مسعودؓ ابن حجاج سانحۂ کربلا کے وقت لشکرِ یزیدؔ کے ہمراہ کوفے سے کربلا پہنچے تو آپ نے اندازہ لگالیا کہ سید الشہداءؑ کے ساتھ عمرؔ ابن سعد کی صلح کی کوئی تدبیر دکھائی نہیں دیتی اور لڑائی ضروری ہے۔ چنانچہ آپ شب عاشور لشکرِ یزیدؔ کو خیر باد کہہ کر بارگاہِ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور اپنے بیٹے عبدالرحمٰنؓ ابن مسعودؓ کے ہمراہ لشکرِ یزیدؔ کے تیروں کے پہلے حملہ میں شہید ہو کر بارگاہِ سیدہ طاہرا سلام اللہ علیہا میں سرخرو ہوئے۔

حنظلہؓ ابن اسعد الشبامی

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت حنظلہؓ ابن اسعد بن شبام بن عبداللہ بن اسعد بن حاشد بن ہمدان الہمدانی تھا۔ آپ کا شمار شیعیان حیدر کرارؑ میں تھا۔ آپ نہایت فصیح و بلیغ قاری قرآنِ حکیم تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ و حرب میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ عاشق اہلبیتِ رسولؐ تھے۔

شہادت یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ خدمتِ امامِ عالی مقام میں حاضر ہو کر اذنِ جہاد طلب کر کے میدانِ جنگ میں پہنچے اور بے شمار دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ کو واصل جہنم کر کے اپنی بہادری و شجاعت کے جوہر دکھائے۔ فوجِ یزیدؑ نے جب آپ کی جراتِ و بہادری کو دیکھا تو آپ پر اجتماعی طور پر حملہ کر دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر بہت سے ملعونوں نے مل کر آپ کو شہید کر دیا اور آپ ذریتِ رسولؐ کی حفاظت فرماتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

عبدالرحمٰن ابن عبدالمزنی رضؑ

ابتدائی تعارف

حضرت عبدالرحمٰن ابن عبدالمزنی رضؑ کا شمار حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت شریف النفس، متقی و پرہیز گار انسان تھے۔ آپ کو اہلبیتِ رسولؐ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے اپنی ساری عمر خدمتِ آلِ رسولؐ میں گذار دی۔

شہادت

یوم عاشور جب ہر مرنے والا شمع امامتؑ پر اپنی جان نچھاور کر رہا تھا تو آپ کے دل میں جذبہ جہاد اُبھرا اور آپ خدمتِ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد حاصل کر کے دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی اور آپ کی بہادری و جرأت کو دیکھ کر لشکرِ یزید عالم سکتہ میں رہ گیا۔ آپ نے اس جنگ میں بہت سے ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کر دیا گیا اور آپ شہید ہو کر حیاتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

سعد ابن حنظلہ رضؑ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت سعد ابن حنظلہ رضؑ

تھا۔ آپ قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو اہلبیتِ رسولؐ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ نہایت شریف النفس، متقی و پرہیز گار انسان تھے آپ کو فنونِ جنگ و حرب میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت یوم عاشور جب میدانِ کارزار گرم تھا تو آپ بحضورِ سیدالشہداءؑ حاضر ہو کر اذنِ جہاد طلب کر کے میدانِ شہادت میں کود پڑے۔ آپ نے میدانِ جنگ میں نہایت بہادری و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور بہت سے ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کیا گیا اور آپ دشمنوں کے سر کاٹتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہوئے

عمرؓ ابن ضبیعۃ الضبعی

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت عمرؓ ابن ضبیعۃ الضبعی بن قیس بن ثعلبۃ الضبعی تھا۔ آپ کا شمار کوفہ کے شریف ترین انسانوں میں تھا۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی واقفیت تھی۔ آپ ایک عظیم شہسوار اور نہایت مدبر انسان تھے۔

شہادت سانحہ کربلا کے وقت آپ لشکرِ یزیدلعہ کے ہمراہ عمرلعہ ابن سعد کی قیادت میں کربلا میں آئے لیکن جب

آپ کو کربلا پہنچ کر معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ سے جنگ مقصود ہے تو آپ نے عمر سعدؔ لعنہ اور لشکر یزیدؔ لعنہ پر لعنت کی اور لشکرِ یزیدؔ لعنہ کو خیر باد کہہ کر بارگاہِ سیدالشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور دشمن کی طرف سے زہر آلود تیروں کے حملہ جسے جنگ اولیٰ کہا جاتا ہے' میں فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو کر بارگاہِ سرؐدر کونین سرخرو ہو کر حیاتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

سویدؓ ابن عمر الاتماری

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت سویدؓ ابن عمرؓ بن ابی المطابع الاتماری الخشمی تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور عبادتِ خداوندی میں بے مثل تھے۔ آپ کا دل عشقِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر آلِ رسولؐ کی خدمت و محبت میں گذار دی۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا اور ہر مرنے والا شمع امامتؑ پر اپنی جان نچھاور کر رہا تھا تو حضرت سویدؓ ابن عمر خدمت امامؑ میں حاضر ہو کر اذنِ جہاد طلب کر کے

میدانِ کارزار میں دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے اور آپ نے فنونِ جنگ سے پوری مہارت کی بنا پر دشمنانِ آلِ محمدؐ پر بھرپور حملے کیے اور بے شمار ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ عمرؑ ابن سعد نے جب فوجِ یزیدؑ کی پسپائی دیکھی تو گھبرا کر حکم دیا کہ اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ تیروں، نیزوں اور تلواروں سے آپ پر بھرپور حملہ کیا گیا مگر آپ دشمن کے ہر تیر و نیزے اور تلوار کو اپنے سینے، چہرے اور گردن پر روکتے رہے اور دشمن کی فوجوں میں گھس کر تلوار زنی کرنے لگے۔ بالآخر آپ زخموں سے چور ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپکو بے ہوشی کے عالم میں گرتا دیکھ کر لشکرِ یزیدؑ نے آپ کی طرف سے نظر موڑ لی کہ آپ انتقال کر چکے ہیں۔ چند لمحوں بعد جب فوجِ یزیدؑ کی طرف سے خوشی کے باجے بجنے لگے تو آپ کو ہوش آگیا۔ آپ نے فوراً اٹھ کر کمر سے خنجر نکال کر دشمنوں پر حملہ کر دیا اور گھمسان کی اس لڑائی میں چند ملعونوں کو واصلِ جہنم کر دیا۔ آخر کار عروہؑ ابن بکار اور زیدؑ ابن ورقا ملعون نے زہر آلود تلواروں سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ بارگاہِ سرورِ کونین میں سرخرو ہوئے۔

حلاسؓ ابن عمر الراسبی

ابتدائی تعارف

حضرت حلاسؓ ابن عمر الراسبی نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار شرفاء کوفہ میں ہوتا تھا۔ آپ کو امیر المومنینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ شعیان حیدر کرارؑ میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ آپ کے دل میں مودت اہلبیتؑ رسولؐ موجزن تھی۔

شہادت

سانحۂ کربلا کے وقت آپ عمرؑ ابن سعد کی قیادت میں کربلا آئے تھے لیکن وہاں پہنچ کر جب آپ کو معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھ جنگ لازمی ہے اور صلح کی کوئی تدبیر دکھائی نہیں دیتی تو آپ رات کی تاریکی میں لشکرِ یزیدؑ کو خیر باد کہہ کر بارگاہِ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور یوم عاشورؑ فرزند رسولؐ پر قربان ہو کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

تاریخ میں ہے کہ جب حضرت حلاسؓ ابن عمر الراسبی لشکر یزیدؑ کو چھوڑ کر بارگاہ سیدالشہداؑ میں حاضر ہوئے تو امامؑ نے بڑھ کر آپ کا خیر مقدم کیا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ گویا فرزندِ رسولؐ کی نگاہ میں آپ کی بڑی قدر منزلت تھی

نعمانؓ ابن عمر الراسبی

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت نعمانؓ ابن عمر الراسبی تھا۔ آپ حضرت حلاسؓ ابن عمر الراسبی کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح نہائیت شریف الطبع النسان تھے۔ آپ کو حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کو جناب امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

شہادت سانحۂ کربلا کے وقت آپ لشکر یزیدلعین کے ہمراہ کربلا آئے تھے اور شب عاشور جب آپ کو یقین ہو گیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کا قتل لازمی ہے تو آپ اپنے بھائی حضرت حلاسؓ ابن عمر کے ہمراہ بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو کر بارگاہِ رسالتؐ مآب سرخرو ہوئے اور حیاتِ ابدی کے مالک بنے۔

انسؓ ابن حرث

ابتدائی تعارف آپ کا اسم گرامی حضرت انسؓ ابن حرث

بن کاہل بن عمر بن صعب بن اسد بن خزیمہ اسدی الکاہلی تھا۔ آپ کوفہ کے
شرفاء میں سے تھے اور آپ کو زہد و تقویٰ اور عبادتِ خداوندی میں بڑی
شہرت حاصل تھی۔ آپ کو حضور رسالت مآبؐ کے صحابی ہونے کا شرف
بھی حاصل تھا۔ آپ راوی حدیث بھی تھے۔ آپ کی روائیت میں ایک
حدیث یہ بھی ہے کہ " میں نے رسالتِ مآبؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے
کہ " میرا بچہ حسینؑ کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا۔
اور جو اس وقت حاضر ہو اُسے حسینؑ کی مدد کرنی ضروری ہے"

شہادت

جب آپ کو علم ہُوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ
اہل و عیال کربلا میں تشریف لائے ہیں۔ اور
لشکرِ یزیدِ لعیں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ آپ رات کی تاریکی میں چھپ
کر غیر معروف راستوں سے گذر کر کربلا میں پہنچے اور بارگاہِ سید الشہداؑ
میں حاضر ہُوئے۔ صبح عاشور جب ہر جانثار فرزندِ رسُولؐ پر قربان ہو
رہا تھا۔ آپ کے دل میں جذبۂ شوقِ شہادت ابھرا اور امام عالی مقام
سے اذنِ جہاد لے کر میدان کارزار میں دشمنانِ آلِ محمدؐ پہ
ٹوٹ پڑے اور نبرد آزمائی میں بارگاہِ رسالت مآبؐ میں سرخرو
ہوئے۔

عمیرؓ ابن عبداللہ المدحجی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمیرؓ ابن عبداللہ المدحجی تھا۔ آپ کا شمار شعیان حیدر کرارؑ میں ہوتا تھا۔ آپ زہد و تقویٰ اور عبادتِ خداوندی میں مشہور تھے آپ کو اہلبیتِؑ رسولؐ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ نے اپنی تمام عمر خدمت و محبت آلِ رسولؐ میں گذار دی۔

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ کے دل میں جذبہ جہاد ابھرا اور آپ امامؑ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذنِ جہاد لیکر میدانِ جنگ میں آئے اور بڑی بے جگری سے دشمنانِ اہلبیتؑ پر حملہ کرنے لگے۔ آپ کی تلوار سے لشکرِ یزیدلعؑ کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ بالآخر دشمنوں نے چاروں اطراف سے آپ کو گھیر لیا اور آپ پر تیروں نیزوں اور تلواروں سے حملے شروع کر دیئے۔ آپ نے بڑی جرائت و جوانمردی سے دشمن کے ہر حملہ کا جواب دیا۔ بالآخر مسلم لعؑ صائی نے اور عبداللہ لعؑ بجلی نے زہر آلود تلواروں سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ بارگاہِ سیدہ طاہرا سرخرو ہوئے۔

امیہؓ ابن سعد الطائیؒ

ابتدائی تعارف حضرت امیہ ابن سعد الطائیؓ کوفہ کے نہایت شریف النفس رؤسا میں سے تھے۔ آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کو جناب امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کے دل میں شمع ولائے آل محمدؐ روشن تھی۔ آپ نے اپنی تمام عمر اہلبیتؑ کی خدمت و محبت میں گذار دی۔

شہادت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ بمعہ اہل و عیال سر زمین کربلا میں لشکر یزیدؑ کے نرغہ میں گھر چکے ہیں تو آپ مودتِ آل محمدؐ کے جذبہ میں سرشار ہو کر رات کی تاریکی میں غیر معروف راستوں سے گذر کر فرزندِ رسولؐ کی مدد کے لئے کربلا میں پہنچے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے۔ یوم عاشور اصحابؓ حسینی کو جذبۂ شہادت بے چین کر رہا ہے اور ہر مرنے والا فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے کے لئے بیتابؑ دکھائی دے رہا ہے اور فرزندِ زہراؐ پر قربان ہونے میں سبقت چاہتا ہے۔ چنانچہ جانثارانِ ذریتِ رسولؐ پر ایک ایک

ہو کر قربان ہو رہے ہیں۔ حضرت امیہؓ ابن سعد خدمت امامؑ میں حاضر ہو کر اذن جہاد طلب کر کے میدان کارزار میں گئے اور دشمنان آل محمدؐ پر شیر کی طرح ٹوٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے لشکر یزیدیعو کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ آپ نے کئی ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ بالآخر فرزند رسولؐ پر قربان ہو کر بارگاہ سرور کائنات میں سرخرو ہوئے۔

عبداللہؓ ابن بشر الخثعمی

ابتدائی تعارف

آپ کا پورا اسم گرامی حضرت عبداللہؓ ابن بشر بن ربیعہ بن عمر بن مغارہ بن قمر بن عامر بن راشد بن مالک بن وہب بن جلیحہ بن کلب بن ربیعہ بن عفرس بن خلف بن عقیل بن اثماء الانماری الخثعمی تھا۔ آپ نہائیت بہادر اور جنگجو انسان تھے۔ فنون جنگ وحرب میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ اسلامی تاریخ میں آپ کی جنگی مہارت کے تذکرے ملتے ہیں۔

شہادت

سانحہ کربلا سے قبل آپ عمرؑ ابن سعد کی قیادت میں لشکر یزیدؑ کے ساتھ کوفہ سے کربلا آئے، مگر جب آپ کو کربلا پہنچ کر صحیح حقائق کا علم ہوا تو آپ شب عاشور لشکر یزیدلعن کو خیرباد کہہ کر بارگاہ سیدالشہدا میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور پہلی

جنگ مغلوبہ میں لشکرِ یزید لعین کی طرف سے تیروں کے حملہ میں جامِ شہادت نوش فرما کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

ادھم رضؓ ابنِ اُمیۃ العبدی

ابتدائی تعارف

حضرت ادھم رضؓ ابن امیۃ العبدی کا شمار کوفہ کے شرفاء میں تھا۔ آپ امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ کا دِل مودتِ آلِ محمدؐ میں سرشار تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر اہلبیتِ رسولؐ کی خدمت و محبت میں گذار دی۔

شہادت

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل جب آپ کو علم ہوا کہ حسینؑ ابن علیؑ معہ اہل و عیال حصول حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں تو آپ یزیدؓ ابن ثبیط کے ہمراہ کوفہ سے روانہ ہو کر بارگاہِ امامؑ عالی مقام میں پہنچے اور زندگی کے آخری لمحات تک حضورؑ کے ساتھ رہے۔ یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا۔ آپ کے دل میں جذبہ شوقِ شہادت اُبھرا اور آپ امامؑ مظلوم سے اذنِ جہاد لے کر دشمنانِ اہلبیتؑ رسولؐ پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی

لڑائی ہوئی اور فوج یزیدؑ کی گردنیں کٹنے لگیں کہ عمر سعدؑ نے اجتماعی طور پر آپ پر حملہ کرنے کا حکم دیا! مگر آپ دشمن کے ہر تیر و نیزہ کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ بالآخر زخموں سے نڈھال ہو کر زمینِ کربلا پر گرے اور فرزندِ زہراؑ کی حمایت میں درجہ شہادت حاصل کیا۔

عمارؓ ابن حسانؓ الطائیؒ

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت عمارؓ ابن حسانؓ بن شریح بن سعد بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ بن ذہل بن جذعان بن سعد بن طی الطائیؒ تھا۔ آپ نہایت شریف النفس انسان تھے آپ کا شمار امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کے دل میں مودتِ آلِ محمدؐ کی شمع روشن تھی آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ کے والد گرامی حضرت حسانؓ کو رسولِ خدا و امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ حضرت حسانؓ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جنگِ صفین میں شہید ہوئے تھے۔ گویا آپ ایک محترم و واجب الاحترام شہید کے چشم و چراغ تھے۔

شہادت

حضرت عمارؓ ابن حسان کو جب علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ حصولِ حج کے لئے بمعہ اہل و عیال مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں تو آپ بارگاہِ امام عالی مقام میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور لشکرِ یزید پلید کی طرف سے حملہ اولیٰ میں شہید ہو کر بارگاہ سرورِ کونینؐ میں سرخرو ہوئے۔

عبداللہؓ ابن عروۃ الغفاری

ابتدائی تعارف

حضرت عبداللہؓ ابن عروۃ الغفاری کا شمار کوفہ کے شرفاء میں تھا۔ آپ کو حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص شیعوں میں منفرد مقام حاصل تھا۔ فنونِ جنگ میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ نہایت بہادر اور شجاع انسان تھے۔ آپ کو اہلبیتِ رسولؐ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ کے دادا حضرت صواقؓ کا شمار امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خاص صحابیوں میں ہوتا تھا۔ گویا آپ کو مودتِ آلِ محمدؐ کا جذبہ وراثت میں حاصل تھا۔

شہادت

شہادت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے بعد جب آپ کو علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ بمعہ اہل و عیال کربلا میں لشکرِ یزید کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں چھپ

کر غیر معروف راستوں سے گذر کر کربلا میں بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور یوم عاشور جب دشمنانِ اہلبیتؑ ذریتِ رسولؐ کو گھیرے ہوئے تھے۔ آپ نے بارگاہِ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہو کر عرض کی "فرزندِ رسولؐ! مجھے مرنے کی اجازت دیجئے تاکہ ہم آپ کے ناناؐ اور داداؑ کے حضور سرخرو ہو جائیں" امامؑ مظلوم سے اجازت طلب کر کے آپ میدانِ جہاد میں تشریف لائے ہی تھے کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی اور آپ فرزندِ زہراؑ پر قربان ہو کر درجۂ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

مسلم ابن کثیر الازدی الکوفی (رضؓ)

ابتدائی تعارف

حضرت مسلم ابن کثیر الازدی رحؒ نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپ کا شمار امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خاص شیعوں میں ہوتا تھا۔ آپ کوفہ کے شرفاء میں تھے۔ آپ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ کئی جنگوں میں شرکت فرما چکے تھے۔ آپ کو امیر المومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ جناب امیر المومنینؑ کی قیادت میں جہاد فرما رہے تھے کہ زخمی ہو کر لنگ کرنے لگے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو "اعرج" بھی کہا جاتا تھا۔ آپ

کے دل میں مودت آلِ رسولؐ کی شمع روشن تھی۔

شہادت حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ سرزمین عراق میں نرغۂ لشکرِ یزیدؑ میں گھر چکے ہیں تو آپ رات کی تاریکی میں چھپ کر غیر معروف راستوں سے گذر کر بارگاہ امامؑ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہمراہ کربلا تشریف لائے۔

صبح عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا اور ہر مرنے والا فرزندِ رسولؐ پر قربان ہونے میں سبقت چاہتا تھا۔ آپ بھی فرزندِ زہراؑ پر قربان ہوکر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور حیاتِ ابدی کے مالک بنے۔

زہیرؓ ابن سلیم الازدی

ابتدائی تعارف حضرت زہیرؓ ابن سلیم نہایت شریف الطبع الِلسان تھے۔ آپ قبیلہ ازد کے کی ایک نمایاں شخصیت تھے۔ آپ کو فنونِ جنگ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ آپ اپنے زمانے کے بہت بہادر اور نبرد آزما شخصیت کے مالک تھے۔ تیراندازی اور شہسواری میں منفرد مقام رکھتے تھے۔

شہادت

سانحہ کربلا کے وقت آپ لشکر عمرؑ ابن سعد کے ہمراہ کوفہ سے کربلا پہنچے۔ مگر وہاں پہنچ کر جب آپ کو صحیح حقائق کا علم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ کا قتل لازمی ہے اور صلح کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی تو شبِ عاشور لشکر یزیدؑ کو خیرباد کہہ کر بارگاہِ سید الشہداءؑ میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا اور ہر مرنے والا شمع امامتؑ پر قربان ہو رہا تھا۔ آپ کے دل میں جذبہ جہاد ابھرا اور فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو کر بارگاہِ سیدہ طاہرا سلام اللہ علیہا سرخرو ہوئے۔

جنادہؓ ابن کعب الخزرجی

ابتدائی تعارف

آپ کا اسم گرامی حضرت جنادہؓ ابن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی تھا۔ آپ قبیلۂ خزرج کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو صحابیِ رسولؐ خدا اور جنابِ امیر المومنینؑ ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کے دل میں مودتِ آلِ محمدؐ کا جذبہ روشن تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر آلِ محمدؐ کی محبت و خدمت میں گذار دی۔ آپ نہائیت شریف النفس اور متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فرزندِ رسولؐ حصولِ حج کے لئے بمعہ اہل و عیال مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں تو آپ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکہ جا کر بارگاہِ سید الشہداؑ میں حاضر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک اہلبیتِ رسولؐ کیساتھ وابستہ رہے۔

شہادت

یومِ عاشور میدانِ کربلا میں اصحابِؓ حسینؑ نہائیت صبر و استقامت اور جذبۂ مودتِ آلِ محمدؐ کے ساتھ دشمن پہ پے در پے حملے کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جانثارانِ اہلبیتِؑ رسولؐ کی حالت یہ تھی کہ اہلِ کوفہ پر جس طرف سے حملہ کرتے

تھے۔ اس طرف کی فوج کو منتشر کر دیتے تھے۔ جب عمر لعین ابن سعد نے جو لشکرِ یزید لعین کا افسر تھا یہ دیکھا کہ اس کی فوج ہر طرف سے منتشر ہوتی جا رہی ہے تو گھبرا گیا اور حصین لعین ابن نمیر کو حکم دیا کہ وہ پانچسو تیرانداز دل کے ساتھ آگے بڑھے اور امامؑ مظلوم کی فوج کے قریب جا کر ان پر تیروں کی بارش کر دے۔"

چنانچہ حصین لعین نے حکم کی تعمیل کی اور اصحابِ حسینؑ پر ہر طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی، مگر اصحابِ حسینؑ جذبۂ شوقِ جہاد میں جھومتے ہوئے اس طوفان کا اپنے سینوں، چہروں اور گردنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور لشکرِ یزید لعین میں ڈوب کر شمشیر زنی کرنے لگے۔

تیروں کے اس حملہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصحابِ حسینؑ کی سواری میں جتنے گھوڑے تھے وہ سب مجروح و بے کار ہو گئے اور جانثار جو سوار تھے وہ بھی اب پیادہ ہو گئے۔ اسی دوران حضرت جنادہؓ ابن کعب لشکرِ یزید لعین کے سامنے آئے اور بآوازِ بلند فرمایا۔

"اے لشکرِ یزید لعین! حسینؑ کو قتل نہ کرو ورنہ خدا تم پر عذاب نازل کر کے تم کو برباد کر دے گا۔"

یہ کہہ کر حضرت جنادہؓ ابن کعب جذبۂ شوقِ شہادت میں سرشار ہو

کر اپنی تلوار سے جہاد کرتے ہوئے لشکر یزیدؔ کے بیچ میں پہنچ گئے اور جوانمردی کے ساتھ دشمنانِ اہلبیتِؑ رسولؐ کو قتل کرتے رہے۔ آپ کی تلوار سے دشمنوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ عمرؔ ابن سعد نے جب یہ عالم دیکھا تو گھبرا کر لشکر کو اجتماعی طور پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ بالآخر ایک ملعون نے پشت کی جانب سے آپ پر زہر آلود تلوار سے وار کیا اور آپ زخمی ہو کر زمینِ کربلا پر گر پڑے اور گرتے ہی امام کو پکارا "فرزندِ رسولؐ! میں گر گیا" امامِ مظلوم لاشہ پہ پہنچے۔ جنادہؓ نے چہرۂ امامؑ کی زیارت کی اور بھرآئی آواز میں فرمایا "ھل وفیت یا ابن رسول اللہ"۔ امامِ مظلوم نے بڈھے ہاتھوں پہ جنادہؓ کا لاشہ اٹھایا اور گنجِ شہدا میں لاکر رکھ دیا اور ایک ہاتھ جنادہؓ کی پیشانی پر اور ایک ہاتھ جنادہؓ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر سیّد الشہداؑ نے آسمان کی طرف رُخ کر کے بلند آواز میں فرمایا۔

"خداوندا! گواہ رہنا۔ میرے بزرگوں کی نشانیاں ان درندوں کے ہاتھوں ختم ہو رہی ہیں۔"

عمرؓ ابن جنادہؓ الانصاری

ابتدائی تعارف

حضرت عمرؓ ابنِ جنادہؓ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ مکہ معظمہ سے کربلا پہنچے۔ سانحۂ کربلا کے وقت آپ بہت ہی کمسن تھے۔ آپ کا دل عشقِ آلِ رسولؐ میں سرشار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اتنی کمسنی میں آپ نے مودۃ فی القربیٰ کی مثال قائم کر دی کہ آج کا مورخ بھی سنہری حروف میں آپ کا تعارف کرواتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے۔

شہادت

یوم عاشور جب میدانِ شہادت گرم تھا اور ہر مرنے والا شمعِ امامتؑ پر قربان ہونے میں سبقت چاہتا تھا۔ حضرت جنادہؓ کی شہادت کے بعد جنادہؓ کی بیوہ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ "بیٹا! میں چاہتی ہوں کہ تم بھی سیدہ کے بیٹے پر قربان ہو جاؤ" تھوڑی دیر بعد دُنیا نے یہ منظر دیکھا کہ جنادہؓ کے خیمے کا پردہ اُٹھا اور ایک کمسن بچہ خیمے سے دوڑتا ہوا باہر نکلا جیسے ابر میں سے چاند نکلتا ہو۔ امامِ مظلوم نے بچے کو دیکھا تو آواز دی۔

"بیٹا اِدھر آؤ۔" بچہ قریب آیا۔ امامؑ نے بڑھ کر گود

میں اُٹھایا اور پوچھا "بیٹا! تم کہاں جا رہے ہو! بچے نے عرض کی "مولا! مرنے جا رہا ہوں"۔ سید الشہداؑ نے پوچھا "تم کس کے بیٹے ہو؟" بچے نے عرض کی۔ "مولا! میں اسی جنادہ کا بیٹا ہوں جو ابھی شہید ہوا ہے۔"

امامؑ نے فرمایا۔ "بیٹا! ابھی ابھی تمہارے باپ نے شہادت پائی ہے۔ میں تمہیں مرنے کی اجازت دے کر تمہاری ماں کو کیسے رنجیدہ کر سکتا ہوں۔ جاؤ میرے لال! اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھو۔" امامؑ کا یہ کہنا تھا کہ "اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھو"۔ کہ بچے نے ایڑیوں پر کھڑے ہو کر عرض کی

"فرزندِ رسولؐ! یہ کُرتا مجھے میری اماں نے ہی پہنایا ہے میری کمر بھی اماں ہی نے باندھی ہے اور یہ تلوار مجھے اماں ہی نے دی ہے۔ میری ماں نے مجھے مرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

بچہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ خیمے کا پردہ اٹھا اور جنادہؓ کی بیوہ سر جھکائے امامِ مظلوم سے کہہ رہی تھی۔ "حسینؑ! جنادہؓ کی ماں خوش نصیب تھی، مگر مجھ بیوہ کے ہدیہ کو رد نہ کرو فرزندِ رسولؐ! اسے بھی مرنے دو تاکہ میں بھی تمہارے نانا کے حضور میں سرخرو ہو جاؤں۔"

امامؑ مظلوم سے اذنِ جہاد لیکر عمرؓ ابنِ جنادہؓ باوجود کمسن ہونے کے شیر کی طرح لشکرِ یزیدؔ پر ٹوٹ پڑے اور دشمنانِ آلِ محمدؐ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ایثار و قربانی کا یہ جذبہ دیکھ کر فوجِ یزیدؔ عالمِ سکتہ میں رہ گئی عمرؔ ابن سعد نے اپنی فوج کا یہ عالم دیکھا تو گھبرا گیا اور عالمِ گھبراہٹ میں چلا کر تیر اندازوں کو حکم دیا کہ اس بچے کو ختم کر دو۔ چنانچہ دشمنانِ اہلبیتِ رسولؐ کی طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی اور جنادہؓ کا بیٹا (عمرؓ ابنِ جنادہؓ) موت کی سسکیاں لیتا ہوا خاکِ کربلا پہ تڑپنے لگا۔

روائیت میں ہے کہ عمرؓ ابن جنادہؓ کی شہادت کے بعد لشکرِ یزیدؔ نے آپ کا سر کاٹ کر خیامِ حسینی کی طرف پھینک دیا اور سید الشہداؑ پر طعن کیا "حسینؑ! اٹھاؤ اس بچے کا سر جسے تم نے ہمارے مقابلے کے لئے بھیجا تھا"

عمرؓ ابنِ جنادہؓ کی ماں نے جب طنزیہ فقرہ سنا تو خیمے سے باہر آکر بیٹے کے سر کو اٹھا کر آنکھوں پر بوسہ دیا اور دشمن کی طرف پھینک کر کہا۔ "دشمنِ اہلبیتؑ ؟ ہم راہِ مولاؑ میں جو چیز دیتے ہیں، اسے واپس نہیں لیتے"

یہ کہہ کر مومنہ نے اپنے لختِ جگر کا سر واپس پھینک کر قاتل کے سینے پر دے مارا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جنادہؓ کی

بیوہ نے تمام خواتین کو بلا کر کہا۔

"بیبیو! مجھے مبارک دو۔ میرا یہ ھدیہ قبول ہو گیا۔ آج میں سیدہؑ کے حضور سرخرو ہو گئی۔"

شہادتِ اصحابؓ پر سید الشہداؑ کا گریہ

یوم عاشور کربلا کے لق ودق صحرا میں جب تمام اصحابؓ حسینی جام شہادت پی چکے تو امامؑ مظلوم نے نہایت رنجیدہ ہو کر گنج شہداؑ کی طرف منہ کر کے اپنا ہاتھ اپنی ریش مبارک پر رکھا اور دو زانو ہو کر خاک کربلا پر بیٹھ گئے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جس سے آپ کی ریش مبارک بھیگ گئی۔ آپ تھوڑی دیر تک اپنے جانثاروں کے لاشوں کو تکتے رہے۔ پھر خیامہائے مخدورات عصمت وطہارت پر نگاہ ڈالی اور پھر گنج شہداؑ کی طرف منہ کر کے دردانگیز آواز میں اپنے جانثاروں سے ارشاد فرمایا۔

یا حبیب بن مظاہر ویا زہیر بن القین ویا مسلم بن عوسجہ ویا فلان یا ابطال الصفا ویا فرسان الھیجاء مالی انادیکم فلا تجیبون وادعوکم فلا تسمعون۔

انتم نیام ارجوکم تنتبھون ام حالت موتکم عن امامکم فلا تنصروہ ھذہ نساء الرسول لفقدکم قد علاھن النحول فقوموا عن نومتکم ایھا الکرام وادفعوا عن حرم الرسول الطغاۃ اللئام ولکن صرعکم واللہ ریب المنون وغدربکم الدھر الخئون والالما کنتم عن نصرتی تقصرون ولا عن دعوتی تحتجبون فھانحن علیکم مفتجعون وبکم لاحقون فانا للہ وانا الیہ راجعون" (ابومخنف صہ ۸۵)

اے حبیبؓ بن مظاہرؓ، اے زہیرؓ بن قینؓ، اے مسلمؓ بن عوسجہ، اے فلاں اور اے فلاں! اے میدانِ جنگ کے بہادرو اے میدانِ وفا کے شہسوارو! میں تمہیں پکار رہا ہوں۔ تم کیوں نہیں سنتے؟ ہاں ہاں تم سو رہے ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم بیدار ہو گئے یا تمہاری موت تمہارے اور تمہارے امامؑ کے درمیان حائل ہو گئی۔ اس لئے تم اپنے امامؑ کی مدد کرنے نہیں آرہے ہو۔ دیکھو! یہ رسولؐ اللہ کی نواسیاں تمہارے اُٹھ جانے سے (مایوس ہو گئی ہیں اور) فریاد کر رہی ہیں۔

"اے بزرگو! اپنی نیند سے چونکو اور

ان سرکش بدبختوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حرم سے دور کرو۔" لیکن بخدا میں جانتا ہوں کہ موت نے تم کو پچھاڑ دیا اور عذرِ زمانہ نے تم کو دھوکہ دیا۔ ورنہ کبھی تم میری نصرت میں کمی نہ کرتے اور میری دعوت کو رد نہ کرتے۔ اب ہم تمہارے لیے افسوس کر رہے ہیں اور (جلد ہی شہید ہو کر) تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم خدا کے لیے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہماری بازگشت ہے (ابو مخنف)

یزیدیت بوکھلا اٹھی

یزیدیت کیا ہے؟

یزیدیت! خدا کے قائم کردہ نظام حیات کے خلا
یزیدیت! دورِ ملوکیت کی ایک زہریلی ناگن
یزیدیت! عالمِ انسانیت کے منہ پر ایک طمانچہ
یزیدیت! تاریخِ اسلام کے ماتھے پر ایک بدنما

- ملوکیت کے پس منظر میں یزیدیت کے بنیادی
کی آراء میں تنقیدی بحث
- شہادتِ سید الشہداءؑ و جاںنثارانِ اہلبیتِ رسو
علیؑ و فاطمہؑ کے ان تاریخی خطبات کا تذکرہ جنہوں نے یزیدیت کی ظاہر
پس منظر قرار دیا اور دنیا کے سب سے بڑے آمر کا نام گالی بنوا دیا کہ آج ا
کہلوانا گوارا نہیں کرتی۔
- یزیدیت کا عبرتناک انجام، مرگِ یزید اور قاتلانِ سید الشہداءؑ
ثقفیؓ کے رُوپ میں تاریخ اسلام کے صفحات پر نمودا
- تاریخ اسلام کے بھیانک دور کے خونخوار ہیرو (یزید) کی
اور بزرگانِ اسلام و مفکرین مغرب کی آراء میں، گو
کیلئے ایک خزینہ ہے، اہلِ علم حضرات کیلئے دعوتِ فکر ہے اور ار

فانتظرانے: سبط زہرا اکیڈمی، دُرآباد پوسٹ آفس